# فضائل تجارت

انجینئر محمد جاوید یوسف میمن


/muhammadjaweddeewan

Aab e Hayata

mdeewan@gmail.com

# فضائل تجارت

انجینئر محمد جاوید یوسف میمن

## فہرست مضامین


پیش لفظ........ 6

تمہید ........ 8

اسلام میں مال کی حیثیت........ 10

اسلام کا مزاج، اپنی روزی خود کماؤ........ 11

دین کا تقاضا، وسائل بھرپور استعمال ........ 13

اسلام میں طلب رزق کی اہمیت ........ 14

اسلام میں تجارت اور تاجر کا مقام........ 18

صحابہ کرامؓ اور تجارت ........ 19

کون سی تجارت افضل ہے؟........ 19

مال کے فوائد........ 20

لوگوں سے مستغنی ہونا........ 20

مالی عبادات کی توفیق ........ 20

معاشرے پر اس کا اثر........ 21

اوقات کی آزادی........ 21

صدقہ جاریہ........ 21

مال اپنی ذات میں برا نہیں ہے!........ 21

توکل، زہد، قناعت، تقدیر ........ 23

توکل........ 23

قناعت ........ 24

زہد ........ 24

تقدیر ........ 25

جن باتوں کو تاجر کو اختیار کرنا چاہیے ........ 25

حسن نیت ........ 25

اس بات کا یقین کہ روزی دینے والا اللہ تعالی ہے ........ 25

حلال و حرام کا خیال رکھنا ........ 26

زکوۃ ادا کرنا ........ 27

قرض کی ادائیگی ........ 27

مزدوروں کو اجرت کی بروقت ادائیگی ........ 28

صدقہ خیرات کرنا ........ 28

ہر کام کو بہترین طریقے سے کرنا ........ 29

اپنے معاملات ہشیاری سے چلانا ........ 30

لوگوں کو قیمت میں رعایت دینا ........ 30

ذکر میں مشغول رہنا ........ 31

امانت داری ........ 31

معاملات میں حسن اخلاق ........ 32

خریدا ہوا مال واپس لینا ........ 32

صبر و استقامت اختیار کرنا اور عجلت پسندی سے بچنا ........ 32

کام کو سمجھنا ........ 32

موقع کو پہچاننا ........ 33

تجارتی سوجھ بوجھ ........ 33

حساب کتاب رکھنا ........ 33

کفایت شعاری اختیار کرنا ........ 34

پس انداز کرنا ........ 34
مال کی حفاظت اور سرمایہ کاری ........ 35
جن چیزوں سے تاجر کو بچنا چاہیے ........ 36
حرام تجارت سے بچے ........ 37
دھوکے بازی سے بچے ........ 37
ذخیرہ اندوزی سے بچے ........ 37
بلاوجہ قیمت میں اضافہ کرنے سے بچے ........ 37
جھوٹی قسموں سے بچے ........ 38
مال کمانے کے حرام طریقے ........ 38
دھوکہ دینا ........ 39
ملاوٹ کرنا ........ 39
ناپ تول میں کمی کرنا ........ 39
مال کا عیب چھپانا ........ 39
خریدار کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانا ........ 39
کسی کی مجبوری میں اس سے سستا خریدنا ........ 39
قیمتوں کو بڑھا چڑھا کر بتانا ........ 40
رزق میں برکت ........ 40
برکت کا مفہوم ........ 40
برکت کے حصول کا طریقے ........ 41
تقوی اختیار کرنا ........ 41
نماز کی پابندی کرنا ........ 41
کثرت استغفار ........ 42

شکر کرنا........................................................................................ 42

رزق کی تلاش صبح سویرے کرنا ........................................................................ 42

صدقہ کرنا ........................................................................................ 43

استقامت ........................................................................................ 43

صلہ رحمی یعنی رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا ........................................................ 43

مال خرچ کرنے کے مواقع اور اعمال کے درجے ........................................................ 43

اعمال کے درجے ........................................................................................ 44

مال خرچ کرنے کے مواقع ........................................................................ 45

شراکت یا پارٹنر شپ میں کاروبار کرنا........................................................................ 46

کتنا منافع لینا جائز ہے؟ ........................................................................ 46

اظہار نعمت ........................................................................................ 47

فضول خرچی کس کو کہتے ہیں؟........................................................................ 48

بخل کس کو کہتے ہیں؟........................................................................ 48

رزق کے لیے بعض دعائیں اور اعمال ........................................................................ 49

رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ معاش ........................................................................ 51

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت ........................................................................ 53

استخارہ کی دعا........................................................................................ 55

صلوۃ الحاجات........................................................................................ 56

خیر کے کام ........................................................................................ 57

## پیش لفظ

کسب معاش یعنی روزی کمانے کے لیے کوشش کرنا اسلام میں مطلوب ہے۔ بلکہ اللہ کے عائد کردہ اور فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اس فرض کو نبھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنی روزی خود کماؤ۔ مانگنا آپ ﷺ نے جائز قرار دیا مگر صرف اس صورت میں کہ وسائل نہ ہوں چاہے بیماری کے سبب سے یا تنگدستی کی وجہ سے۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور ان کے بعد آنے والے بڑے بڑے علماء نے اس فرض کو ادا کیا ہے۔ روزی کمانے کے تین طریقے ہیں: زراعت، تجارت اور اجارہ (نوکری)۔ ان میں تجارت سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ ہے اس لیے کہ اس کا فائدہ زیادہ لوگوں کو پہنچتا ہے۔ تجارت کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں جو ان شاءاللہ آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔ لیکن فرد کے لیے بھی اور جماعت کے لیے بھی اس کا سب بڑا فائدہ حریت فکر و عمل ہے۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ کی اس عبارت پر غور کریں جو انہوں اپنی کتاب اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ 443 پر لکھی ہے:

"اقتصادی نظام کی ترقی و برتری کا راز سب سے زیادہ تجارت میں مضمر ہے جو قوم یا ملت جس قدر اس میں دلچسپی لیتی ہے وہ اسی قدر اپنی اقتصادی بہبود کی زیادہ خود کفیل بنتی ہے اور جس قوم یا ملک کے باشندے تجارت سے دلچسپی نہیں رکھتے وہ اقتصادی نظام میں ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رہتے ہیں اور اسی راہ سے دوسری اقوام ان کے تمدن، تہذیب، معیشت اور سیاست بلکہ "مذہب" پر قابض ہوجاتی ہیں اور ان کو غلام بنا کر مطلق العنان حکومت کرتی ہیں۔"

سیدنا عمرؓ کا قول ہے:

علیکم بالتجارۃ لا تفتنکم ھذہ الحمراء علی دنیاکم

ترجمہ: تجارت اختیار کرو، یہ سرخ لوگ (یعنی عجمی غلام) تمہاری دنیا کے لیے تمہارا امتحان نہ بن جائیں (بحوالہ پیغمبر اسلام اور تجارت، از حکیم محمود احمد)

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اپنی کتاب معاشیات اسلام صفحہ 18 پر رقمطراز ہیں:

قال النبی ﷺ ما من مسلم یزرع زرعا او یغرس غرسا فیاکل منہ طیر او انسان او بھیمۃ الا کانت لہ صدقہ (صحیح البخاری)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "نہیں کوئی ایسا مسلمان جس نے کھیتی کی ہو یا درخت لگایا ہو پھر اس کھیتی یا درخت سے پرند کھائے یا آدمی یا جانور مگر یہ کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے

وجہ ظاہر کہ اس کھیت یا باغ لگانے والوں کو اگر نفع نہ پہنچا تو کیا ہوا، اس نے تو اپنا فرض ادا کیا اور جس نے خدا کے عائد کئے ہوئے فرض کو ادا کیا ثواب کا مستحق وہ نہ ہوگا تو اور کون ہوگا ماسوا اس کے حضور ﷺ نے ادھر بھی اشارہ فرمایا کہ کاشتکار اور باغبان نے خدا کی دی ہوئی قوتوں سے کام لے کر اس چیز کو جو معدوم (غیر موجود) تھی وجود کے لباس میں جلوہ گر ہونے کا موقع دیا۔ اس سے اگر فرد کو نفع اٹھانے کا موقع نہ ملا تو جماعت کی خدمت کا فرض تو وہ بجا لایا اور جماعت ہی نہیں خدا کی دوسری مخلوق مثلا پرند یا بہیمہ (چوپائے) اگر اس سے مستفید ہوئے تو قصداً نہ سہی ضمناً اپنے وجود اور اپنی توانائیوں کو اس نے مفید ثابت کیا اور اسلام یہی چاہتا ہے کہ خدا کی عطا کی ہوئی قوتوں کو بے کار اور ضائع ہونے سے بچایا جائے۔"

ان دونوں عبارتوں کو ذہن میں رکھیے اور اس کتاب کا مطالعہ کیجیے۔ اس کتاب میں تجارت کے فضائل اور اس سے متعلق دیگر امور جمع کیے گئے ہیں۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال سے اس کی فضیلت اور اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو اللہ نے صلاحیت دی ہے وہ اپنے آپ کو اس کارخیر میں لگائیں اور دینی تعلیمات کے مطابق ملک و قوم کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں۔

یہ کتاب ایک مسلسل مضمون ہے جس میں مختلف عنوانات قائم کرکے تجارت اور اس سے متعلق بہت سے امور پر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے چیدہ چیدہ عنوانات یہ ہیں: "**اسلام میں مال کی حیثیت**"، جس میں اسلام کی نظر میں مال کی حیثیت واضح کی گئی جو درحقیقت رگ جان کی حیثیت ہے۔ "**اسلام میں طلب رزق کی اہمیت**" کے عنوان سے طلب رزق میں لگنے کی اہمیت واضح کی گئی ہے، جس کو ہر اہل شخص کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ "**اسلام میں تجارت اور تاجر کا مقام**" میں ان دونوں کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ "**مال اپنی ذات میں برا نہیں ہے!**" میں واضح کیا گیا ہے کہ مال اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا تھا کہ اچھا مال اچھے شخص کے لیے اچھی چیز ہے۔ "**کون سی تجارت افضل ہے؟**" کہ عنوان کے تحت تجارت کے تین طریقوں تجارت، زراعت اور صنعت کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ "**مال کی حفاظت اور سرمایہ کاری** " کے عنوان کے بارے دین کی تعلیم کو واضح کیا گیا ہے۔ "**اعمال کے درجے**" کے عنوان کے تحت اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے بارے میں کچھ باتیں پیش کی گئی ہیں۔ "**شراکت میں کاروبار کرنا**" اور "**کتنا منافع لینا جائز ہے؟**" کے عنوانات کے تحت ان دونوں کے بارے میں دینی تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر عنوانات کے تحت تجارت کے موضوع پر دین کی تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔

یہ کتاب بالکل مفت پیش کی گئی ہے۔ اس کے حقوق عام ہیں۔ اس کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں چاہے تجارتی مقصد کے لیے ہو۔ میرے لیے یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ آپ بھی اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوسکتے ہیں وہ اس طرح کہ اس کتاب کو آگے بڑھائیں اور یہ بہت آسان ہے اس لیے کہ یہ کتاب آپ کے پاس PDF فارمیٹ میں پہنچی ہے بس چند بٹن دبائیں اور اپنے احباب کو بھیج دیں۔ اپنے WhatsApp گروپ یا Facebook گروپ کے ذریعے اس کی اشاعت کیجیے۔

ایک اور طرح سے بھی یہ کتاب آپ کے لیے بہت اجر و ثواب کا باعث بن سکتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق جس کا مفہوم ہے کہ جس نے میری طرف سے چالیس (40) احادیث لوگوں تک پہنچائیں، وہ روز قیامت بہت بڑا فقیہ (عالم) بنا کر اٹھایا جائے گا۔ الحمدللہ، اس کتاب میں کم و بیش سو (100) کے قریب حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ اس کتاب کو آگے بڑھا کر آپ اس فضیلت کو بھی پاسکتے ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ اس انتہائی حقیر کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ میرے لیے اس کو صدقہ جاریہ بنائے اور اس کے پڑھنے والے کے لیے اس کو خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

انجینئر محمد جاوید یوسف میمن

رابطہ: mdeewan@gmail.com

## تمہید

ہر انسان کی جو چند بنیادی ضرورتیں ہیں ان میں خوراک، لباس اور گھر شامل ہیں جن کا حصول مال ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ مال ہی کے ذریعے انسان اپنی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کر سکتا ہے۔ مال ہی کے ذریعے سے دین و دنیا کے بہت سے کاموں میں سہولت حاصل ہوتی ہے۔ مال نہ صرف فرد بلکہ جماعت کے وجود کے لیے بھی انتہائی ضروری ہے بلکہ فرد کے مقابلے میں جماعت کے حق میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ جس قوم کی اکثریت مالی طور پر مستحکم ہوگی وہ قوم ترقی کرے گی اور اقوام عالم میں اپنا مقام بنائے گی۔ اور جس قوم کی مالی حالت ناکارہ ہوگی وہ مفلوج اور ہاتھ پھیلانے والی ہوگی۔ جس معاشرے کے افراد میں غربت ہو گی تو اس کا مجموعہ بھی غربت کا شکار ہو گا جس کے نتیجے میں معاشرے کے وہ طبقے جیسے بوڑھے، معذور، بیوائیں اور یتیم ان لوگوں کے لیے بھی معاشرہ کچھ فراہم نہیں کرسکے گا۔ آتا ہے کہ قریب ہے کہ فقر انسان کو کفر میں مبتلا کر دے۔ یعنی غریبی میں انسان ان کاموں کو بھی کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے جو دین کے سراسر خلاف ہوتے ہیں۔ اسباب حیات جن کے حصول کا ذریعہ مال ہے یہ مسئلہ انسان کے لیے اس قدر اہم ہے کہ اس کے لیے وہ اپنے آپ کو معبودان باطل کے سامنے بھی جھکا دیتا ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق (العنکبوت: 17)

ترجمہ: یقینا اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رزق تلاش کرو

مال اس دنیا کے اسباب میں سے ہے اور اسباب کو اختیار کرنا ہر انسان پر لازم ہے۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے جس سے کسی کو روگردانی کی اجازت نہیں ہے۔ سیدنا عمرؓ کا قول ہے:

"تم میں سے کوئی طلب رزق کو ترک نہ کرے اور صرف دعا کرتا رہے کہ اے اللہ مجھے رزق دے جب کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔"

یعنی طلب رزق میں اسباب اور محنت کا دخل ہے نری دعا یا وظیفے کافی نہیں ہیں۔ شریعت بھی انسان کو کسب مال کی کوشش پر ابھارتی ہے بلکہ فرمان رسول ﷺ نے اس کو فرض قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن عبداللہ بن مسعود ان النبی قال طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (مشکوۃ المصابیح، کتاب البیع)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حلال مال کا طلب کرنا دوسرے فرائض کی ادائیگی کے بعد فرض ہے۔"

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (الجمعۃ: 10)

ترجمہ: پس جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالی کے فضل (یعنی رزق) کو تلاش کرو

اور یہ کوئی صرف عام مسلمانوں کے لیے ہی ضروری نہیں بلکہ اللہ نے جن نبیوں کو بھیجا انہوں بھی اس فریضے کو نبھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ ہر نبی علیہم السلام نے بکریاں چرائیں ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائی ہیں۔ اللہ کے نبی داؤدؑ اپنی روزی زرہ بنا کر کماتے تھے۔ ایک نبیؑ بڑھئی تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے:

عن عتبة بن المنذر يقول كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقرا طسم حتى اذا بلغ قصة موسى قال ان موسى صلى الله عليه وسلم اجر نفسه ثماني سنين او عشرا على عفة فرجه وطعام بطنه (سنن ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت عتبہ بن منذرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے آپ ﷺ نے سورۃ طسم تلاوت فرمائی، جب آپ ﷺ حضرت موسیٰؑ کے قصے پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "موسیٰؑ نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کے لیے اور پیٹ کی پرورش کے لیے اپنے آپ کو سات یا دس سال تک ملازمت میں دیے رکھا۔"

قرآن پاک نے مال کو زندگی کی بقا کا ذریعہ بتایا ہے جو اس بات کی اہمیت بتانے کے لیے کافی ہے کہ فرد یا امت کی اجتماعی ترقی کے لیے مال بہت اہمیت کا حامل ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 5 میں آیا ہے:

ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما

ترجمہ: اور تم وہ مال، جس کو اللہ نے تمہارے لیے قیام و بقا کا ذریعہ بنایا ہے، نادانوں کے حوالے نہ کرو

غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اسلام کے بہت سے احکامات مال سے جڑے ہوئے ہیں۔ اسلام کے چوتھے رکن زکوۃ کی ادائیگی مال ہی کی بنیاد پر ہے۔ اسلام کا پانچواں رکن یعنی حج بھی مال ہی سے جڑا ہوا ہے۔ اسی طرح بہت سے کفارات بھی مال سے جڑے ہوئے ہیں۔ وراثت کے احکامات بھی مال ہی کی تقسیم کے لیے ہیں۔ جہاد کا فرض بھی مال کے ساتھ ہی وابستہ ہے اس لیے کہ اس کو کرنے کے لیے اسباب کا ہونا لازمی امر ہے جو مال ہی کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری اُس ملک کے رہنے والوں پر ڈالی گئی ہے۔ اگر مال نہیں ہو گا تو اس ملک کا دفاع بھی کمزور ہو گا اور دشمنوں کو دخل درانداز ی کا موقع ملے گا۔ فرمان باری تعالی ہے:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم (الانفال: 60)

ترجمہ: اور تیار رکھو ان کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے (تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو

نماز قائم کرنے کا فریضہ بھی مال ہی کے ذریعے سے ادا ہو گا اس لیے کہ مساجد کی تعمیر اور ان کو آباد رکھنے کے لیے بھی مال کی ضرورت پڑتی ہے۔ تعلیم کے لیے بھی مال کی ضرورت ہے۔ دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے لیے بھی مال ہی درکار ہے۔ مال کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ دو اسلامی حدود (سزا) چوری اور راہزنی کا تعلق بھی مال ہی سے ہے۔ یہ شدید سزائیں اس لیے رکھی گئی ہیں کہ لوگوں کے مال چوروں اور راہزنوں سے محفوظ رہیں۔ جس معاشرے میں مال کی حفاظت کے انتظامات ہوں گے تو وہ معاشرہ مالی طور پر ترقی کر سکے گا۔ اگر ایسا نہ ہو گا تو اس معاشرے میں انتشار پھیل جائے گا جس کے نتیجے میں معاشرہ غربت کا شکار ہو جائے گا۔

ہمارے اس دور میں اقتصادیات کا میدان بہت ہی گرم ہے۔ فرد ہو یا ملک کسب مال ہی بنیادی مقصد بنا ہوا ہے۔ بلکہ آج کے دور میں اقتصادیات ہی اصل جنگ بن گئی ہے۔ جنگ کی بجائے اقتصادی پابندیاں ہی کسی ملک کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اس صورتحال کو

سامنے رکھا جائے تو یہ بات اشد ضروری ہے کہ اسلامی ممالک اقتصادی طور پر خود مختار ہوں جس کے لیے ضروری ہے کہ وہاں اقتصادی سرگرمیاں پورے عروج پر ہوں تاکہ وہ بحیثیت مجموعی اپنی آزادی اور خودداری کا سودا کرنے کے بجائے عزت و وقار سے اپنے فیصلے کر سکیں۔

## اسلام میں مال کی حیثیت

رسول اللہ ﷺ کے بہت سے ارشادات سے مسلمان کی زندگی میں مال کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مثلاً آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے:

عن حکیم بن حزام عن النبی ﷺ قال الید العلیا خیر من الید السفلی وابدا بمن تعول وخیر الصدقة عن ظھر غنی ومن یستعفف یعفه الله ومن یستغن یغنه الله (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ)

ترجمہ: حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے انہیں دو جو تمہارے بال بچے اور عزیز ہیں اور بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے گا اسے اللہ تعالی بھی محفوظ رکھتا ہے اور جو دوسروں (کے مال) سے بے نیاز رہتا ہے، اسے اللہ تعالی بے نیاز ہی بنا دیتا ہے

اور اس حدیث شریف پر غور فرمائیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے انسان کی فضیلت کا ایک معیار اس کا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا واضح فرمایا ہے۔

عن ابن مسعود قال سمعت النبی ﷺ یقول لا حسد الا فی اثنتین رجل آتاہ اللہ مالا فسلطه علی ھلکته فی الحق ورجل آتاہ اللہ حکمة فھو یقضی بھا ویعلمھا (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ)

ترجمہ: ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ حسد (رشک) کرنا صرف دو ہی آدمیوں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔ ایک تو اس شخص کے ساتھ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے حق اور مناسب جگہوں میں خرچ کرنے کی توفیق دی دوسرے اس شخص کے ساتھ جسے اللہ تعالی نے حکمت دی اور وہ اپنی حکمت کے مطابق حق فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ، شدید بیمار تھے اور آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

انی قد بلغ بی من الوجع وانا ذو مال ولا یرثنی الا ابنة افاتصدق بثلثی مالی قال لا فقلت بالشطر فقال لا ثم قال الثلث والثلث کبیر او کثیر انك ان تذر ورثتك اغنیاء خیر من ان تذرھم عالة یتکففون الناس وانك لن تنفق نفقة تبتغی بھا وجه اللہ الا اجرت بھا حتی ما تجعل فی فی امراتك (صحیح البخاری، کتاب المرضی)

ترجمہ: میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے میرے پاس مال و اسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہوگی تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا آدھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہو گا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو

قرآن پاک میں مال کو اللہ تعالی نے خیر سے تعبیر فرمایا ہے:

كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرا الوصية للوالدين والاقربين بالمعروف حقا على المتقين (البقرة: 180)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آپہنچے اور وہ کچھ مال چھوڑ رہا ہو تو تم پر فرض کردیا گیا ہے والدین اور رشتہ داروں کے حق میں انصاف کے ساتھ وصیت کرنا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھنے والوں پر یہ حق ہے

مال اللہ کی عطا ہے اور انسان پر اس کی رحمت کا اظہار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا:

ووجدك عائلا فاغنى() (الضحى: 8)

ترجمہ: اور تمہیں نادار پایا تو غنی کردیا

اسلام کی نظر میں مال کا اصل مالک اللہ تعالی ہے۔ انسان کے پاس جو مال ہے وہ اصلاً اللہ تعالی کا ہے انسان کو اللہ نے اس پر نگران مقرر کیا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

آمنوا بالله ورسوله وانفقوا مما جعلكم مستخلفين فيه فالذين آمنوا منكم وانفقوا لهم اجر كبير (الحديد: 7)

ترجمہ: اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا

ایک اور آیت میں آتا ہے:

وآتوهم من مال الله الذى آتاكم (النور: 33)

ترجمہ: اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے انہیں بھی دو

یہاں اللہ تعالی نے بندوں کے ہاتھوں میں جو مال ہے اس کو اپنا مال بتایا ہے۔ یعنی انسان کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے اور اس کو صحیح انداز میں خرچ کرنے کا حکم ہے۔ مال سے تو آخرت کمانے کا حکم ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے یہاں کی ذمہ داریاں پوری کرنا خود دین کا تقاضا ہے لیکن ان دونوں تقاضوں کو بہترین طریقے سے پورا کرنا یہی مومن کی شان ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

وابتغ فيما آتاك الله الدار الآخرة ولا تنس نصيبك من الدنيا واحسن كما احسن الله اليك ولا تبغ الفساد فى الارض ان الله لا يحب المفسدين (القصص: 77)

ترجمہ: اور جو (مال) تم کو اللہ نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت کی بھلائی طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائیے اور جیسی اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی) تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو

## اسلام کا مزاج، اپنی روزی خود کماؤ

فرد ہو یا قوم، مال ہی ہے جو زندگی میں آسانیاں بہم پہنچاتا ہے۔ مال والا دینے والا بنتا ہے نہ کہ سوال کرنے والا۔ وہ خرچ کرنے والا بنتا ہے نہ کہ مانگنے والا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اليد العليا خير من يد السفلى (صحيح البخارى، كتاب الزكوة)

ترجمہ: اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے

آپ ﷺ نے ہمیشہ اس بات کی ترغیب دی کہ انسان کسی سے مانگنے کی بجائے خود انحصاری کی کوشش کرے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال و الذی نفسی بیدہ لان یاخذ احدکم حبلہ فی حتطب علی ظھرہ خیر لہ من ان یاتی رجلا اعطاہ اللہ من فضلہ فیسالہ اعطاہ او منعہ (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص رسی سے لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر اپنی پیٹھ پر جنگل سے اٹھا لائے (پھر انہیں بازار میں بیچ کر اپنا رزق حاصل کرے) تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کسی کے پاس آ کر سوال کرے پھر جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اسے دے یا نہ دے۔

یہ مزاج شریعت کے خلاف ہے کہ ہٹے کٹے انسانوں کو روزانہ مفت کھانا کھلایا جائے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اپنی غریبی کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ اس کے گھر میں کچھ سامان ہے، اس پر وہ بولا:

بلی حلس نلبس بعضہ ونبسط بعضہ وقدح نشرب فیہ الماء قال ائتنی بھما قال فاتاہ بھما فاخذھما رسول اللہ ﷺ بیدہ ثم قال من یشتری ھذین فقال رجل انا آخذھما بدرھم قال من یزید علی درھم مرتین او ثلاثا قال رجل انا آخذھما بدرھمین فاعطاھما ایاہ واخذ الدرھمین فاعطاھما الانصاری وقال اشتر باحدھما طعاما فانبذہ الی اھلک واشتر بالآخر قدوما فاتنی بہ ففعل فاخذہ رسول اللہ ﷺ فشد فیہ عودا بیدہ وقال اذھب فاحتطب ولا اراک خمسۃ عشر یوما فجعل یحتطب ویبیع فجاء وقد اصاب عشرۃ دراھم فقال اشتر ببعضھا طعاما وببعضھا ثوبا ثم قال ھذا خیر لک من ان تجیء والمسالۃ نکتۃ فی وجھک یوم القیامۃ ان المسالۃ لا تصلح الا لذی فقر مدقع او لذی غرم مفظع او دم موجع (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات)

ترجمہ: ”کیوں نہیں، ایک کمبل ہے جس میں سے ہم کچھ اوڑھتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالا ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دونوں میرے پاس لے آؤ“، چنانچہ وہ انہیں آپ ﷺ کے پاس لے آیا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”یہ دونوں کون خریدے گا؟“، ایک آدمی بولا: ”انہیں میں ایک درہم میں خرید لیتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”ایک درہم سے زیادہ کون دے رہا ہے؟“، دو بار یا تین بار، تو ایک شخص بولا: میں انہیں دو درہم میں خریدتا ہوں، آپ ﷺ نے اسے وہ دونوں چیزیں دے دیں اور اس سے درہم لے کر انصاری کو دے دیئے اور فرمایا: ”ان میں سے ایک درہم کا غلہ خرید کر اپنے گھر میں ڈال دو اور ایک درہم کی کلہاڑی لے آؤ“، وہ کلہاڑی لے کر آیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لکڑی ٹھونک دی اور فرمایا: ”جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں یہاں نہ دیکھوں“، چنانچہ وہ شخص گیا، لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور بیچتا رہا، پھر وہ آیا اور (اس وقت تک وہ) دس درہم کما چکا تھا، اس نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارے لیے بہتر ہے اس سے کہ قیامت کے دن مانگنے کی وجہ سے تمہارے چہرے میں کوئی داغ ہو، مانگنا صرف تین قسم کے لوگوں کے لیے درست ہے: ایک تو وہ جو نہایت

محتاج ہو، خاک میں لوٹتا ہو، دوسرے وہ جس کے سر پر گھبرا دینے والے بھاری قرضے کا بوجھ ہو، تیسرے وہ جس پر خون کی دیت لازم ہو اور وہ دیت ادا نہ کر سکتا ہو اور اس کے لیے وہ سوال کرے۔"

## دین کا تقاضا، وسائل بھرپور استعمال

مال کمانے کے لیے وسائل کی ضرورت پڑتی ہے۔ وسائل چاہے مال کی صورت میں ہوں، زمین کی صورت میں ہوں یا کسی اور صورت میں شریعت نے ان کو فائدہ مند بنانے اور معاشی سرگرمی میں لگانے کی ترغیب دی ہے اور ان کو بے کار اور منجمد رکھنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مری ہوئی بکری پر ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

هلا انتفعتم بجلدها قالوا انها ميتة قال انما حرم اكلها (صحيح البخاري)

ترجمہ: تم لوگ اس کی کھال کو کیوں کام میں نہیں لائے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے

زمین وسائل میں سے ایک قیمتی وسیلہ ہے جس کے متعدد استعمال ہیں۔ اس حوالے سے سنن ابی داؤد میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی موجود ہے:

من احيا ارضا ميتة فهي له (الحديث)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہے (وہی اس کا مالک ہو گا)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

من عمر ارضا ليست لاحد فهو احق بها (صحيح البخاري)

ترجمہ: جس نے کوئی ایسی زمین آباد کی جس پر کسی کا حق نہیں تھا تو اس زمین کا وہی حق دار ہے

یہاں اتنی بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ سب حکومت کی زیرنگرانی اور اجازت سے وابستہ ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ کا گزر زمین کے ایک بے آباد ٹکڑے پر ہوا جو سیدنا بلالؓ کی ملکیت میں تھا۔ سیدنا عمرؓ نے جب دیکھا کہ وہ زمین یونہی بیکار پڑی ہے تو ان سے تقاضا کیا کہ وہ اس زمین کے جتنے حصے کو آباد کرسکتے ہیں اتنا اپنے پاس رکھیں اور باقی لوٹا دیں۔ سیدنا عمرؓ کے موقف کے پیچھے یہی فکر کام کر رہی تھی کہ زمین بے کار نہ رہے۔

اسی طرح کی صورتحال صحابی رسول ﷺ حضرت خزیمہؓ کو بھی پیش آئی تھی۔ ان کی زمین بھی غیر آباد پڑی تھی۔ سیدنا عمرؓ نے حضرت خزیمہؓ سے پوچھا کہ اس زمین پر کاشت کیوں نہیں کرتے۔ حضرت خزیمہؓ نے جواب دیا کہ میری عمر بہت ہوگئی ہے آج یا کل موت ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اب اس کو آباد کرنے سے مجھے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ سیدنا عمرؓ نے ان کے اس عذر کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ میں آپ کی مدد کروں گا ہم دونوں مل کر اس میں کاشت کریں گے۔ یہاں بھی یہی فکر کارفرما تھی کہ کسی شخص کو جو پیداواری وسائل حاصل ہیں وہ بے فائدہ نہیں پڑے رہنے چاہئیں بلکہ کسی نہ کسی مصرف میں آنے چاہئیں۔ مثلاً زمین ہے کہ اس کو جب کسی کام میں لایا جائے گا تو وہ ایک پیداواری یونٹ بن جائے گی جس سے نہ صرف اس کے مالک کو فائدہ حاصل ہو گا بلکہ کچھ اور لوگوں کی روزی کا ذریعہ بھی بن جائے گی۔

اس واقعہ میں ایک اور سبق بھی ہے کہ خیر کے کسی کام سے کسی وقت بھی نہیں رکنا چاہیے۔ اس بارے میں رسول ﷺ نے کیا حکم فرمایا مسند احمد کی اس روایت کو پڑھیے:

ان قامت الساعة وفی ید احدکم فسیلة فان استطاع الا تقوم حتی یغرسها، فلیغرسها

ترجمہ: اگر قیامت طاری ہوچکی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو (جو وہ زمین میں لگانا چاہتا ہو) تو اگر اس کے لیے ممکن ہو تو اس کو لگا دے

## اسلام میں طلب رزق کی اہمیت

کسب مال ایک مسلسل عمل اور کوشش ہے۔ اس کوشش کے نتیجے میں نہ صرف اس انسان کی اپنی زندگی پر اچھا اثر پڑتا ہے بلکہ اس کے آس پاس کے لوگوں پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعے انسان اپنے معیار زندگی کو بہتر بناتا ہے۔ وہ اپنے بال بچوں اور خاندان کی بہتر طریقے سے کفالت کر پاتا ہے۔ اور اپنی اس کوشش کے ذریعے کئی اور لوگوں کے رزق کی راہ بھی ہموار کرتا ہے۔ اسی لیے دین اسلام میں طلب رزق ایک مطلوب چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن عبداللہ بن مسعود ان النبی ﷺ قال طلب الحلال فریضة بعد الفریضة (مشکوۃ المصابیح، کتاب البیع)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حلال مال کا طلب کرنا دوسرے فرائض کی ادائیگی کے بعد فرض ہے۔“

طلب رزق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ابتدائے اسلام میں تہجد مسلمانوں پر فرض تھی لیکن سورۃ المزمل کی آیت 20 سے وہ فرضیت ختم کردی گئی اور وجہ یہ بتائی گئی کہ بعض لوگ رات کو تہجد کے لیے جاگ کر صبح کو روزی کمانے کی مشقت میں نہ لگ سکیں گے۔ فرمایا:

علم ان سیکون منکم مرضیٰ وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ

ترجمہ: اور جان چکا ہے (اللہ) کہ تم میں کچھ لوگ بیمار پڑ جائیں گے، اور دوسرے اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے

اس لیے کہ طلب رزق میں لگنا ضروری ہے تاکہ انسان اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات کو پورا کرسکے اور معاشرے میں ایک باعزت مقام پاسکے۔ جب انسان کمائے گا نہیں تو اپنی اور اپنے بال بچوں کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کوتاہی برتے گا۔ جس کا نہ صرف اس کی ذات پر برا اثر پڑے گا بلکہ اس کے اہل و عیال پر بھی اس کا بڑا برا اثر پڑے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

کفی بالمرء اثما ان یضیع من یعول (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ)

ترجمہ: آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو ضائع کر دے جن کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے اوپر ہے

حدیث شریف میں آئے اس واقعے پر غور فرمائیں جس میں آپ ﷺ نے رزق کی تلاش میں لگنے کو اللہ کی راہ میں لگنا شمار فرمایا ہے۔

عن کعب بن عجرۃ ان رجلا مر علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرای اصحاب رسول اللہ ﷺ من جلدہ ونشاطہ ما اعجبہم فقالوا یا رسول اللہ لو کان ھذا فی سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کان یسعی علی ولدہ صغارا فھو فی سبیل اللہ وان کان

خرج یسعی علی ابوین شیخین کبیرین ففی سبیل اللہ وان کان خرج یسعی علی نفسہ لیعفھا ففی سبیل اللہ وان کان خرج یسعی علی اھلہ ففی سبیل اللہ وان کان خرج یسعی تفاخرا وتکاثرا ففی سبیل الطاغوت (المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، صحیح)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ نے دیکھا کہ اس کا جسم اچھا ہے یعنی تندرست ہے، صحابہ کرامؓ کو (وہ شخص) پسند آیا، انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ اگر یہ آدمی اللہ کی راہ میں لڑے تو بہتر ہے۔" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اپنے چھوٹے بچوں کے رزق کے لیے نکلا وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے، اگر بوڑھے والدین کی خدمت کے لیے نکلا وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے، اگر اپنی ذات کے لیے نکلا کہ لوگوں سے مانگنے سے بچے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے، اگر ریاکاری اور تکبر کے لینے نکلا تو وہ شیطان کی راہ میں ہے۔"

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی منا کبھا وکلوا من رزقہ والیہ النشور (الملک:15)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم کیا تو اس کی راہوں میں چلو پھرو اور اس کے دیے ہوئے رزق میں سے کھاؤ آخر کار اسی کے پاس جانا ہے

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت میں اس بات کا حکم ہے کہ طلب رزق کے لیے زمین میں گھومو پھرو، سفر کرو۔

دین میں مال کمانے کی اہمیت کو اس بات سے سمجھنا چاہیے کہ حدیث کی بڑی بڑی کتابوں میں ایسے ابواب موجود ہیں جن میں مال کمانے کے موضوع پر حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً امام بخاریؒ اپنے مجموعہ حدیث میں ایک باب خرید و فروخت کے متعلق لائے ہیں، ان کے اسی مجموعے میں ایک باب کا نام ہے: "آدمی کا اپنے ہاتھ سے روزی کمانے بارے میں"۔ حدیث کی ایک مشہور کتاب سنن ابن ماجہ میں ایک باب ہے: "کمانے کی ترغیب"۔ صحابی رسول حضرت ابوہریرہؓ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ حدیثیں امت تک پہنچائی ہیں ایسا ہونے کی وجہ وہ خود بتاتے ہیں:

ان اخوتی من المھاجرین کان یشغلھم صفق بالاسواق (صحیح البخاری، کتاب البیوع)

ترجمہ: (وجہ یہ ہے کہ) میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مشغول رہا کرتے تھے

اسلام بیکاری اور اہلیت ہوتے ہوئے کام چوری کرنے کو قطعی پسند نہیں کرتا۔ ہر شخص سے اس کا تقاضا ہے کہ کسی پر بوجھ بننے کے بجائے وہ اپنی روزی اپنی کوشش سے کمائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ مانگنا صرف تین قسم کے لوگوں کے لیے درست ہے ایک تو وہ جو نہایت محتاج ہو، خاک میں لوٹتا ہو، دوسرے وہ جس کے سر پر گھبرا دینے والے بھاری قرضے کا بوجھ ہو، تیسرے وہ جس پر خون کی دیت لازم ہو اور وہ دیت ادا نہ کر سکتا ہو اور اس کے لیے وہ سوال کرے (دیکھیے ص: 12)۔ ایک اور روایت میں آتا ہے:

لا تزال المسألۃ بأحدکم حتی یلقی اللہ ولیس فی وجھہ مزعۃ لحم (صحیح مسلم)

ترجمہ: مانگتے رہنے والا شخص اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہو گا

سیدنا عمرؓ کا قول ہے میں جب کسی شخص کو دیکھتا ہوں جو مجھے اچھا لگتا ہے تو میں اس سے پوچھتا ہوں کیا تم کوئی ہنر جانتے ہو؟ (یعنی کوئی کام کرتے ہو؟) اگر وہ کہتا ہے کہ نہیں تو پھر میری نگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں رہتی، (کنز العمال)۔ یہ بھی انہی کا قول ہے کہ حصول رزق کے لیے کچھ کم درجے کا کام بھی کرنا پڑے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی لوگوں سے مانگتا پھرے، (کنز العمال)۔

حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے ایک بات آتی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا: ''تو کیا کام کرتا ہے؟'' اس نے کہا: ''میں عبادت کرتا ہوں۔'' حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا: ''تمہارے اہل و عیال کی کفالت کون کرتا ہے؟'' اس نے کہا: ''میرا بھائی۔'' اس پر حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی تم سے زیادہ عبادت گزار ہے۔'' ایک بزرگ کا قول ہے کہ یہ عبادت نہیں کہ تم عبادت میں لگے رہو اور تمہاری روزی کا انتظام کوئی اور کرے۔ اپنی روزی روٹی خود جمع کرو اس کے بعد عبادت کرو۔ محمد بن منکدرؒ جو بہت بڑے تابعی تھے ان کا قول ہے: ''اللہ کا تقوی اختیار کرنے میں امیری بہت ہی اچھی چیز ہے۔'' حضرت سعید بن مسیب کا قول ہے: ''اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو مال حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تاکہ اس سے اپنا قرض ادا کرے، اپنی عزت نفس کا بچاؤ کرے اور جب مرے تو اپنے پس ماندگان کے لیے میراث چھوڑ جائے۔'' ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ اس ایک پیسے کو بھی کم نہ سمجھ جس کے کمانے میں تو نے اللہ کے کسی حکم کو نہیں توڑا۔ حضرت سفیان ثوریؒ کا ایک قول ہے کہ بہادری اختیار کرو اور بہادری یہ ہے کہ حلال کماؤ اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ امام احمد بن حنبلؒ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے میں کچھ نہیں کروں گا یہاں تک کہ میرا رزق مجھ تک پہنچایا جائے۔ امام صاحبؒ نے جواب دیا: ''وہ شخص نرا جاہل ہے، کیا اس نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ میرا رزق نیزوں کے سائے میں ہے۔'' امام صاحبؒ کی مراد یہ تھی کہ رزق کے لیے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے امام احمد بن حنبلؒ سے کہا: ''میں ایک امیر آدمی ہوں آپ میرے بارے میں کیا فرماتے ہیں (یعنی میں اب کیا کروں)۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ''بازار کو لازم پکڑ۔'' یعنی روزی کمانے کے جس کام میں لگے ہو اس کو ترک مت کرو کیونکہ اس سے انسان اپنی بہت ساری ذمہ داریوں کو بھرپور طریقے سے ادا کرسکتا ہے۔ ایک برزگ کا قول ہے: ''تو بازار کو اپنے اوپر لازم کر (یعنی تجارت کر) اس لیے کہ تیری عزت تیرے بھائیوں کے نزدیک اس وقت تک ہے جب تک تو ان پر بار نہیں۔ لوگ تجھ سے اس وقت تک محبت کریں گے جب تک تیرے پاس مال ہے۔ اگر تو لوگوں سے کچھ مانگے اور پھر مانگے چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں تو ان کو گراں گزرے گا۔'' حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ اس زمانے میں مال مومن کا ہتھیار ہے۔ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جن کا شمار بہت بڑے تاجروں ہوتا تھا، جن کو زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی ان کا ایک قول ہے:

یاحبذا المال اصون بہ عرضی واتقرب بہ الی ربی

ترجمہ: یہ مال بہت ہی پیاری چیز ہے کیونکہ اس کے ذریعے میں اپنی عزت نفس کو ذلت سے بچاتا ہوں اور اس کے ذریعے اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہوں

یعنی مال کے ذریعے انسان اپنی عزت نفس کی حفاظت کرسکتا ہے، یا اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرکے اس کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔ ان کا ایک اور قول یہ بھی ہے کہ یہ مال کیسی پیاری چیز ہے جس سے میں اپنے رشتہ سے تعلق جوڑتا ہوں (جیسے ان کی مدد کرکے، ان کی ضیافت کرکے، ان کو ہدیے اور تحفے دے کر)۔ پس ان مقاصد کو سامنے رکھیے اور مال حاصل کرنے کی جستجو کیجیے۔

حضرت ابوہریرةؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ و ان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ

(صحیح البخاری، کتاب البیوع)

ترجمہ: "کسی انسان نے اس سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داوٗدؑ بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔"

مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی کمائی بہت عمدہ چیز ہے۔ مثلاً کوئی پیشہ کرنا یا تجارت کرنا وغیرہ خوامخواہ کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہیے۔ سیدنا عمرؓ کے ایک قول کا مفہوم ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے موت آنا مجھے بے حد محبوب ہے اور اس کے بعد میں چاہوں گا کہ میری موت اپنے بچوں کے لیے روزی کماتے ہوئے بازار میں ہو۔ ان کا یہ قول اس آیت کا مفہوم ہے:

وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ (المزمل:20)

ترجمہ: اور دوسرے اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے

قرآن پاک میں آتا ہے:

وجعلنا النہار معاشا (نبا:11)

ترجمہ: اور بنایا دن کو کمائی کے لیے

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (الجمعۃ:10)

ترجمہ: پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ تعالی کا

کسب مال کے سلسلے میں شریعت ہر شخص پر اتنا مال کمانے کی ذمہ داری ضرور ڈالتی ہے ہے جس کے ذریعے وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ذمہ داریاں کو پورا کرسکے تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ بنیں۔ لیکن یہ اس دنیا میں اللہ کا نظام ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت دیتا ہے۔ مال کے حوالے سے بھی یہ بات ثابت ہے، بعض کو قوت لایموت یعنی ضرورت بھر اور بعض کو ان کی ضرورت سے بہت زیادہ ملتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی مشیت ہے۔ اپنی ضرورت سے زیادہ پانے والے بندے اللہ کا رزق اس کے دوسرے بندوں تک پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

دین اسلام مال کمانے کے تمام جائز طریقوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان زکریا علیہ السلام کان نجارا (صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

ترجمہ: حضرت ابوہریرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "(اللہ کے پیغمبر) زکریاؑ بڑھئی تھے۔"

حضرت داوٗدؑ کے قصے میں آتا ہے:

والنا لہ الحدید ان اعمل سابغات وقدر فی السرد واعملوا صالحا (سبا:10-11)

ترجمہ: اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کردیا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو

حضرت داؤدؑ لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے جو پرانے زمانے میں جنگ میں حفاظت کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

## اسلام میں تجارت اور تاجر کا مقام

مال کے حصول کے مختلف طریقے ہیں، جن میں تجارت اور ملازمت شامل ہیں۔ قرآن پاک میں لفظ تجارت دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک تو کاروبار کے معنی میں۔ دوسرے معنی میں اس سے مراد اللہ کی رضا والے کام کرنا ہے جس کا بدلہ جنت ہے جو تجارت کا حقیقی فائدہ ہے۔ اس معنی سے تاجروں کی اکثریت غافل ہے۔ پھر خود تجارت کے بہت سے طریقے ہیں۔ تجارت کے ذریعے مال کمانا شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ نہیں ہے بلکہ تجارت کے ذریعے مال کے حصول کو خود قرآن پاک نے ایک اعلیٰ درجے کا طریقہ بتایا ہے۔

قرآن پاک نے تجارت کے ذریعے مال کمانے کو اللہ کے فضل کو تلاش کرنا بتایا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

واٰخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ (المزمل:20)

ترجمہ: اور کچھ دوسرے ایسے ہوں گے جو اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے

جمعہ کی نماز کے بارے قرآن پاک میں آتا ہے:

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (الجمعۃ:10)

ترجمہ: پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو

اسی طرح قرآن پاک میں آتا ہے:

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم (البقرۃ:198)

ترجمہ: تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم (حج کے دوران تجارت یا مزدوری کے ذریعے) اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو

یہ آیت ایام حج میں نازل ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ ایام حج میں بھی تجارت جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مال کمانے کی سرگرمی میں لگنے کی ترغیب دی ہے۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع کی روایت میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:

وعن رافع بن خدیج قال قیل یارسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ "کون سا طریقہ کسب (کمائی) پاک ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "انسان کا اپنے ہاتھ سے کمانا بہترین کسب ہے، اور ہر بیع (یعنی تجارت جو بددیانتی اور مکر و فریب سے پاک ہو) مقبول ہے

تاجروں کے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہیں۔ مثال کے طور پر یہ دو ارشادات ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ قال التاجر الصدوق لا یحجب من ابواب الجنۃ (کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سچائی کے ساتھ تجارت کرنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی"

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ قال التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشھداء یوم القیمۃ (ابن ماجہ، کنز العمال)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سچائی اور امانت داری کے ساتھ تجارت کرنے والے مسلمان قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوں گے۔"

## صحابہ کرامؓ اور تجارت

رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں سے بہت سے لوگ تاجر تھے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ انصار کھیتی باڑی اور کھجور کی کاشت کرتے تھے جب کہ مہاجر صحابہؓ تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ بحیثیت تاجر ایک معروف آدمی تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں شہر بصرہ تجارت کے لیے تشریف لے گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے منع بھی نہیں فرمایا۔ آپ جب خلیفہ بنے تو ارشاد فرمایا:

میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے گھر والوں کی گذران کے لیے کافی رہا ہے لیکن اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا ہوں اس لیے آل ابو بکر کا خرچہ اب بیت المال کے ذمہ ہو گا اور ابو بکر مسلمانوں کا مال تجارت بڑھاتا رہے گا۔(صحیح بخاری)

صحابہؓ میں سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ مکہ کے معروف تاجر تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں بھی بہت کم مدت میں وہ وہاں کے معروف تاجروں میں شامل ہوگئے۔ یہ ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک باغ ہدیہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا، (مشکوۃ)۔ حضرت عمرؓ بھی تاجر تھے۔ حضرت عمرؓ کا ایک قول کنزالعمال میں ہے کہ اگر میری موت جہاد میں نہ آئے تو میں یہ پسند کروں گا کہ میری موت آئے اور میں اپنے دونوں کجاوں کے درمیان اللہ کا فضل اور رزق کی تلاش میں مشغول ہوں۔

سیدنا عثمانؓ کا تاجر ہونا تو معروف ہے۔ حضرت زبیر بن العوامؓ بھی تاجر تھے۔ ان کے پاس ایک ہزار غلام تھے جو ان کے لیے کام کرتے تھے۔ ان کی میراث ملیونوں میں تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی مالدار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ یہ زراعت سے وابستہ تھے۔ ان کی بیٹی عائشہ نے بتایا کہ ان کے والد نے خلیفہ وقت کو اپنی زکوۃ بھیجی جو پانچ ہزار درہم تھی۔ ان کا ترکہ ڈیڑھ لاکھ درہم تھا۔ جب حضرت طلحہؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے بیٹے موسی بن طلحہؓ سے پوچھا: "تمہارے باپ نے ترکے میں کیا چھوڑا ہے؟" بیٹے (موسی) نے ان کو جواب دیا: "انہوں نے ترکے میں دس لاکھ درہم چھوڑے ہیں، ان میں سے ایک لاکھ درہم چاندی کے ہیں اور ایک لاکھ سونے کے۔" حضرت عراک بن مالکؓ جب نماز جمعہ سے فارغ ہوجاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ کہتے تھے: "اے اللہ میں نے تیری پکار پر لبیک کہا، اور تیرا فرض ادا کردیا، پھر میں جیسا کہ تو نے حکم دیا وہاں سے ہٹ گیا، پس مجھے روزی عطا فرما اور تو ہی بہترین روزی دینے والا ہے۔" (بحوالہ تفسیر ابن کثیر، الجمعۃ: 10)

## کون سی تجارت افضل ہے؟

کاروبار کے تین طریقے معروف ہیں: (1) زراعت، (2) صناعت (3) تجارت۔ ان میں سے کون سا طریقہ افضل ہے اس میں علمائے کرام کی رائے مختلف ہے۔ اس میں بہتر بات جو کہی گئی ہے کہ افضلیت کا انحصار حالات اور اشخاص پر ہے۔ اگر حالات کا تقاضا ہے کہ زراعت پر توجہ دی جائے تو اس وقت زراعت کا درجہ باقی طریقوں سے افضل ہو گا۔ اور اگر حالات تجارت یا صنعت کا تقاضا کرتے ہیں

تو پھر ان میں لگنا افضل ہو گا۔ آج کل حکومتوں کا بھی اس میں بڑا دخل ہے کہ وہ تجارتی سرگرمیوں کو ضرورت کے حساب سے طے کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح کسی انسان کا مزاج بھی کسی کام کے لیے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو ان باتوں کا خیال رکھتے ہوئے تجارت کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

## مال کے فوائد

تجارت یا کاروبار کے ذریعے بالعموم انسان کو مالی وسعت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ بہت سے ایسے کام کرسکتا ہے جو عام طور پر تنخواہ دار آدمی جس کی آمدنی متعین ہوتی ہے نہیں کرسکتا۔ انسان کے پاس مال ہونے کے چیدہ چیدہ فوائد یہ ہیں۔

### لوگوں سے مستغنی ہونا

تجارت انسان کو مالی طور پر آزاد کرتی ہے جس سے انسان کے اندر خودداری اور خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ ہر انسان کی یہ شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ تجارت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان لوگوں سے مستغنی (بے نیاز) ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے:

عز المومن استغناؤہ عن الناس (الطبرانی)

ترجمہ: مومن کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے

ایک فرمان رسول ﷺ ہے:

استغن عن الناس ولو بشوص السواك (الطبرانی)

ترجمہ: لوگوں سے مستغنی رہو، چاہیے مسواک کے ایک ریشے کے ذریعے سے ہو

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے:

ما احسن الاستغناء عن الناس

ترجمہ: لوگوں سے مستغنی ہونا کیسی پیاری چیز ہے

اس کے برخلاف جو شخص مالی طور پر کمزور ہوتا ہے وہ تین طرح کی چیزوں سے دوچار ہوتا ہے۔ پہلی یہ کہ اس کے دین میں کمزوری آجاتی ہے، دوسری یہ کہ اس کی عقل کمزور ہوجاتی ہے کیونکہ اس پر ہر وقت غم طاری رہتا ہے اور تیسری یہ کہ اس کی مروت اور خودداری چلی جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لوگ اس کو حقیر سمجھتے ہیں۔

### مالی عبادات کی توفیق

مالی عبادات مثلاً اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، لوگوں پر احسان کرنا، تنگ دست پر وسعت کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں جو صرف مالدار ہی کرسکتا ہے۔ مالدار شخص اپنے عزیزوں رشتہ داروں کی مدد کرسکتا ہے۔ مہمان نوازی کرسکتا ہے۔ ایسے کاموں میں مالی تعاون کرسکتا ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہو، مثلاً: کنویں کھدوا سکتا ہے، ہسپتال قائم کرسکتا ہے۔

### معاشرے پر اس کا اثر

ایک تاجر امانت دار ہو تو معاشرے میں اس کا مقام بہت بلند ہوتا ہے اور اس کی بات کا اثر بھی بہت ہوتا ہے۔ اسلام کی نشر و اشاعت میں مسلمان تاجروں کا بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ ان کے گاہک ان کی ایمانداری اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے۔

### اوقات کی آزادی

تجارت میں آدمی اپنے اوقات میں آزاد ہوتا ہے۔ اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے علاوہ وہ خیر کے کاموں میں بھی آسانی سے شامل ہو سکتا ہے۔

### صدقہ جاریہ

مالدار آدمی اپنے مال کو ایسے کاموں میں لگا سکتا ہے جو اس کی وفات کے بعد بھی اس کے لیے اجر و ثواب کا باعث بنتے ہیں۔ محدود آمدنی والا شخص اس طرح کا کام نہیں نہیں کر سکتا۔

## مال اپنی ذات میں برا نہیں ہے!

اسلام میں دین و دنیا کی تفریق کا دار و مدار نیت پر ہے، نیت رضائے الٰہی کی ہو تو دنیا بھی دین اور طلب کسی اور شے کی ہو تو دین کے نام پر ہوتے ہوئے بھی غیر مقبول۔ مال خود کوئی بری چیز نہیں ہے یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس کو کس نیت سے حاصل کرتا اور کس طرح استعمال میں لاتا ہے۔ شریعت میں مال کی اہمیت اس قدر ہے کہ علمائے کرام نے مال کی حفاظت کو مقاصد شریعت میں شمار کیا ہے۔ مال خود کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مال اور مالداری اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ حلال طریقے سے کمانا اور حلال کاموں میں خرچ کرنا نعمت جب کہ حرام طریقوں سے کمانا اور حرام کاموں میں خرچ کرنا دین و دنیا کی بربادی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

نعم المال الصالح للمرء الصالح (مسند احمد)

ترجمہ: اچھا مال اچھے شخص کے لیے اچھی چیز ہے

رہا مال کمانے کی کوشش کرنا تو یہ ہر اہلیت رکھنے والے مسلمان پر شریعت نے لازم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر صفحہ 11 پر "اسلام کا مزاج، اپنی روزی خود کماؤ" کے عنوان کے تحت بیان ہوا۔مال کی کثرت بھی کوئی بری چیز نہیں۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا باس بالغنی لمن اتقی والصحة لمن اتقی خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات)

ترجمہ: اگر تقوی کے ساتھ امیری ہو تو کوئی حرج نہیں اور متقی کے لیے مالداری سے صحت بہتر ہے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے جس میں بالکل واضح انداز میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ مال اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں ہے۔ انسان کی نیت اور اعمال مال کو اچھا یا برا بنادیتے ہیں۔

انما الدنیا لاربعۃ نفر عبد رزقہ اللہ مالا و علم فھو یتق فیہ ربہ و یصل فی رحمہ و یعلم للہ فیہ حقا فھذا بافضل المنازل (سنن الترمذی، کتاب الزھد)

ترجمہ: حضرت ابی کبشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا (یعنی کثرت) چار لوگوں کے لیے ہے، ایک وہ جس کو اللہ نے مال اور علم دیا ہو اور وہ اس سلسلے میں اللہ سے ڈرتا ہو، اس سے صلہ رحمی کرتا ہو، اور (جو کچھ اس کے پاس ہے) اس میں اللہ کے حق کو جانتا ہو، ایسا (شخص) اعلی درجات والا ہے

رسول ﷺ اس فرمان کو پڑھیے یہی بات سامنے آئے گی کہ اچھا مال اچھے شخص کے لیے اچھی چیز ہے۔

اتی رجل من بنی تمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: یا رسول اللہ، انی ذو مال کثیر، وذو اھل وولد، وحاضرۃ، فاخبرنی کیف انفق؟ و کیف اصنع؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تخرج الزکوۃ من مالك، فانھا طھرۃ تطھرك، وتصل اقرباءك، وتعرف حق السائل، والجار والمسکین فقال یا رسول اللہ اقلل لی قال فآت ذا القربی حقہ، والمسکین، وابن السبیل، ولا تبذر تبذیرا فقال حسبی یا رسول اللہ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بنی تمیم کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: "میں بہت مالدار ہوں اور میرے اہل و عیال بھی ہیں اور مہمانداری بھی خاصی ہوتی رہتی ہے تو آپ ﷺ مجھے بتائیے کہ میں (اب اور) کس طرح خرچ کروں اور اس معاملے میں کیا کروں؟" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اپنے مال سے پہلے زکوۃ نکال اگر وہ زکوۃ کی مقدار کو پہنچتا ہے اس لیے کہ زکوۃ مال کو خباثت سے پاک کردیتی ہے، اور پھر اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ (مال کے ذریعے) صلہ رحمی کر اور مانگنے والے، پردیسی اور ضرورت مند کے حقوق کی دیکھ بھال رکھ۔" وہ شخص بولا: "یارسول اللہ ﷺ اس تمام تفصیل کو جامع اور مختصر الفاظ میں فرما دیجیے۔" (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:"

وأت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا (بنی اسرائیل: 26)

ترجمہ: اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو

اس پر سوال کرنے والے نے کہا: "بس یہ میرے لیے کافی ہے۔"

غور کرنے کی بات ہے کہ جن دس لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا ہی میں جنتی ہونے کی خبر دی تھی ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جن کے پاس مال و دولت کی کمی نہیں تھی۔ سیدنا ابو بکرؓ پیشے کے اعتبار سے تاجر تھے۔ سیدنا عمرؓ بھی تجارت کرتے تھے۔ سیدنا عمرؓ نے خود بتایا کہ بازار میں مشغولیت کی وجہ سے وہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر نہیں ہو پاتے تھے۔ عثمان غنیؓ (Usman the Rich) جو انتہائی مالدار (mega rich) تھے ان کو بھی جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی بہت مالدار تاجر تھے۔ ان کا ذاتی سرمایہ اس قدر تھا کہ اگر اس کو آج کے حساب سے دیکھا جائے تو آج کے امیر ترین لوگ بھی ان سے بہت پیچھے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق وہ آج کل کے حساب سے سات سو ارب ڈالر سے زیادہ کے مالک تھے۔ اس قدر کثرت کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ان کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ معلوم ہوا کہ کثرت مال کوئی "گناہ" نہیں بلکہ یہ مال کمانے اور اس کو برتنے کا طریقہ ہے جو انسان کے لیے رحمت یا زحمت کا سبب بنتا ہے۔ اگر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے

کسی کو کثرت و وسعت حاصل ہوتی ہے تو یہ اس پر اللہ تعالی کا انعام ہے۔ مالداری اور غربت اللہ جل جلالہ کے رزق کی تقسیم کے نظام کا حصہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر غور فرمائیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان للہ عبادا اختصہم بالنعم لمنافع العباد یقرھم فیھا ما بذلوھا فاذا منعوھا نزعھا منہم فحولھا الی غیرھم (الترغیب والترھیب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالی خاص نعمتیں عطا کرتا ہے کیونکہ اس میں (اور) بندوں کا بھلا ہوتا ہے، وہ ان نعمتوں کو ان بندوں کے پاس اس وقت تک رہنے دیتا ہے جب تک وہ لوگ ان نعمتوں کو (اللہ کے بندوں پر) خرچ کرتے رہتے ہیں، جب وہ لوگ ان (نعمتوں کو) خرچ کرنا بند کردیتے ہیں تو اللہ ان سے ہٹا کر (ان نعمتوں کو) دوسروں کی طرف منتقل کردیتا ہے

کون کس زمرے میں شامل ہونا چاہتا یہ اس کا اپنا اختیار ہے۔

ع جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک قول ہے کہ مال ہاتھ میں رکھنا جائز، جیب میں رکھنا جائز، دل میں رکھنا ناجائز۔ یقینا اگر مال کمانے کے چکر میں انسان اس قدر منہمک ہوجائے کہ حلال حرام کی تمیز کھو بیٹھے، اور دین نے جو دیگر ذمہ داریاں اس پر ڈالی ہیں ان کو پس پشت ڈال دے تو ایسا مال یقینا انتہائی بری چیز ہے۔ اس کے برخلاف انسان اگر مال کمانے میں اللہ کی رضامندی کو نہ چھوڑے تو پھر مال بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر صلاحیت ہو تو اس میں لگنا چاہیے بلکہ بہتر سے بہتر کی طرف گامزن رہنا چاہیے تاکہ اللہ کی خوشنودی کے کام کرنے کے وسائل خوب میسر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو ذہن میں رکھنا چاہیے: ”اچھا مال اچھے شخص کے لیے اچھی چیز ہے۔“ اچھے بنیے اچھا مال کمایئے اور اللہ کے حکم کے مطابق خوب اچھی طرح کیجیے۔

## توکل، زہد، قناعت، تقدیر

آپ کو بہت سے لوگ ملیں گے جو دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے کی ذلت کو پسند کرتے ہیں لیکن خود زندگی کی جدوجہد میں نہیں لگتے اور اپنے عمل کے جواز کے لیے تقدیر، توکل، زہد اور قناعت کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ تقدیر زندگی کے کاموں میں لگنے سے روکتی ہے نہ توکل ترک اسباب کا نام ہے اور نہ ہی قناعت فقیری کو کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ توکل، زہد، قناعت اور تقدیر کا جو مفہوم شریعت نے متعین کیا ہے ان کو سمجھ لیا جائے۔

### توکل

اللہ پر توکل ہر کامیابی کا راز ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ شریعت میں توکل کا جو مفہوم ہے، عام طور پر رائج مفہوم اس سے بہت مختلف ہے۔ توکل عام طور پر ترک اسباب کو سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ توکل کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اسباب اختیار کرے اور نتیجہ اللہ تعالی کے سپرد کردے۔ پھر جو نتیجہ نکلے اس کو مان لینے کا نام قناعت ہے۔ سنن ترمذی کی روایت ہے:

عن انس بن مالك يقول جاء رجل الى النبی ﷺ فقال يا رسول الله اعقلها و اتوكل او اطلقها و اتوكل قال اعقلها وتوكل (سنن الترمذی، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ (کیا) میں (اونٹ کو) باندھوں اور پھر (اللہ پر) بھروسہ کروں یا (اس کو) (کھلا) چھوڑ دوں اور توکل کروں؟" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "(پہلے) اس کو باندھ پھر توکل کر

حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ توکل اللہ پر بھروسہ کرنے کو کہتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ کا قول ہے: "تم میں سے کوئی طلب رزق کو ترک نہ کرے اور دعا کرتا رہے کہ اے اللہ مجھے رزق دے جب کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔"

حج کے دنوں میں حضرت عمرؓ باہر سے آئے ہوئے قافلوں کے پاس جاتے تھے۔ ایسے ہی کسی موقع پر ان کی یمن کے چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی تو ان سے پوچھا: "تم کون لوگ ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "ہم لوگ توکل کرنے والے ہیں (یعنی کچھ کام نہیں کرتے)۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا: "تم جھوٹے ہو، حقیقت میں توکل کرنے والا تو وہ آدمی ہے جس نے دانہ زمین میں ڈال کر پھر اللہ تعالی پر بھروسہ کیا۔"

جو یہ کہتا ہے کہ توکل ترک عمل اور ترک اسباب کا نام ہے وہ رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھتا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو باندھ کر توکل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ یعنی اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ہر موقع پر اسباب اختیار کیے اور ان اسباب کے ساتھ بہترین راہ عمل اختیار کی اور اس کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ وہ لوگ جو توکل کے نام پر کام چوری کرتے ہیں ایسے لوگ درحقیقت اپنے خاندان اور معاشرے کے مجرم ہیں۔ جب کہ وہ لوگ جو سعی و جدوجہد میں لگے رہتے ہیں وہ معاشرے کے محسن ہیں جو خود بھی اپنی محنت کا پھل پاتے ہیں اور بہت سے خاندانوں کی کفالت کا سبب بنتے ہیں۔

## قناعت

قناعت کا بھی جو مفہوم عام طور پر رائج ہے اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ قناعت کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ انسان اپنی ترقی یا مزید ترقی کی کوشش نہ کرے۔ قناعت اللہ کے دیے ہوئے اسباب کو اختیار کرتے ہوئے اپنی حاجتوں کے حصول کی کوشش کرنا اور اس کے بعد جو نتیجہ آئے اس پر اللہ سے راضی ہونے کا نام ہے۔ اگر نتیجہ اپنی مرضی کے مطابق آئے تو اس کا شکر ادا کرنا اور اگر نتیجہ خلاف ہو تو اس کی رضا میں راضی رہنے کا۔

## زہد

اسی طرح زہد کا معنی فقر نہیں ہے۔ نہ ہی اس کا مطلب یہ کہ زاہد دنیا سے منہ موڑ لے۔ حقیقی زہد، دل کا مال سے فارغ ہونا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے: "زہد تو یہ ہے کہ مال تیرے پاس ہو لیکن نہ اس کا گھٹنا تجھے غم زدہ کرے نہ اس کا بڑھنا تجھ کو مست کردے۔" صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر زہد میں کس کا مقام ہو گا لیکن ان کے حالات دیکھیں تو ان میں مالدار لوگ بھی تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ کی ایک دعا آتی ہے جس سے بھی زہد کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ وہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ ہمارے دلوں سے دنیا دور کردے، اس کو ہم پر وسیع کردے، اور ہمیں اس سے محروم نہ فرما کہ ہم اس کے ضرورت مند ہیں۔"

تقدیر

زندگی کی جدوجہد میں نہ لگنے والے ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہر چیز مقدر ہے اس لیے کوشش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس مسئلے کو بھی سمجھ لیا جائے۔

تقدیر کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ ہر مسلمان کو اس کو ماننا ضروری ہے۔ اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ علمائے کرام اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ تقدیر اللہ کے علم کا نام ہے۔ یعنی کون انسان کیا کرے گا اللہ تعالی اپنے علم کی بنیاد پر اس کو جانتا ہے جو لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اس عقیدے کی بنیاد پر بے عملی اختیار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے کہ اللہ کے علم میں کیا ہے اس کو کوئی انسان نہیں جانتا۔ انسان کے ذمے اسباب مہیا کرنا اور اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کرنا ہے جس کے بعد اس کے نتیجے کو اللہ پر چھوڑ دینا یہ انسان کا کام ہے۔ دعا بھی اس دنیا کے اسباب میں سے ایک سبب ہے لیکن عموما اس کی طرف توجہ بہت کم ہوتی ہے حالانکہ دعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے۔ اس لیے ہر تاجر کو دعا کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے معمولات میں صلوۃ الحاجات کو رکھنا چاہیے جس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا پڑھنی چاہیے (ص 56 پر موجود ہے)۔ یقینا اللہ اس کی برکت سے کام بنا دیتے ہیں۔

## جن باتوں کو تاجر کو اختیار کرنا چاہیے

ذیل میں وہ چند امور پیش کیے جارہے ہیں جن کو ہر تاجر کو اختیار کرنا چاہیے۔

حسن نیت

دین میں نیت ہر عمل کا رخ متعین کرتی ہے۔ صحیح نیت سے ایک عمل جو دنیاوی نظر آتا ہے اگر رضائے الہی بھی اس میں شامل کرلی جائے تو اجر و ثواب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ کھانا پینا ہر انسان کی ضرورت ہے اگر اس میں یہ نیت کرلی جائے کہ اس کھانے کے ذریعے اپنے جسم کی طاقت کو برقرار رکھ کر اللہ کی رضاجوئی میں لگوں گا تو یہ کھانا پینا باعث ثواب بن جائے گا۔ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ ہر عمل کی کوئی نہ کوئی نیت مقرر کرلیا کرو۔ تاجروں کو چاہیے کہ اپنی تجارتی سرگرمیوں میں حسن نیت اختیار کریں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اس نیت سے مال کمائیں کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں اور ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے ادا کر سکیں۔ ساتھ ہی ساتھ معاشرے کے ضرورت مند طبقوں کی مدد کرنے کی نیت بھی شامل کرلیں۔ نیت کرنے سے ان کی کمانے کی کوشش بھی نیکی میں شمار ہوجائے گی۔ اگر کوئی شخص کسی نیت کے بغیر ہی اپنی کاروباری سرگرمیوں میں لگتا ہے تو ترک نیت سے وہ ایک اجر عظیم سے محروم رہتا ہے۔

اس بات کا یقین کہ روزی دینے والا اللہ تعالی ہے

فرمان باری تعالی ہے:

**ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا (ھود: 6)**

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے

رسول اللہ ﷺ نے نہایت تاکید سے فرمایا ہے کہ تمام مخلوق کا رزق اللہ سبحانہ تعالی کے ذمہ ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایھا الناس اتقوا اللہ واجملوا فی الطلب فان نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقھا وان ابطا عنھا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب خذوا ما حل ودعوا ما حرم (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو، اللہ سے ڈرو اور کمائی میں اعتدال اختیار کرو اس لیے کہ کوئی جان اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس کا رزق پورا نہیں ہو جاتا اگرچہ اس میں دیر لگے لہذا اللہ سے ڈرو اچھے طریقے سے روزی حاصل کرو جو حلال ہے اسے لو اور حرام کو چھوڑ دو

رب تعالی نے انسان کا مقدر اس کی تخلیق سے ہزاروں برس پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ انسان کو کیا ملے گا اور کتنا ملے گا اور کس طرح ملے گا یہ اس قدر تفصیل سے طے ہے کہ کسی باغ میں سیب کے درخت پر لگے ہوئے ہر ہر سیب کے بارے میں یہ متعین ہے کہ اس کو کون کھائے گا۔ باقی اس کو کس طرح حاصل کرے گا یہ اس کا اپنا اختیار ہے۔ اس لیے اپنی عزت نفس کا پاس کرتے ہوئے اپنی حاجتوں کو طلب کرنا چاہیے اس لیے کہ جو کچھ ہونا ہے وہ طے ہو چکا ہے۔ جو ملنا ہے وہ مل کر رہے گا اور جو آپ کا مقدر نہیں اس کو دنیا کی کوئی طاقت دلا نہیں سکتی۔ آپ کے ذمے کوشش ہے نتیجہ اللہ کے ذمے! ایک حدیث شریف رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لو ان ابن آدم ھرب من رزقہ کما یھرب من الموت لادرکہ رزقہ کما یدرکہ الموت (حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: اگر ابن آدم اپنے رزق سے اس طرح (دور) بھاگنا چاہے جس طرح وہ موت سے بھاگنا چاہتا ہے پھر بھی اس کا رزق اس تک پہنچ کر رہے گا اسی طرح جس طرح اس کی موت اس تک پہنچ کر رہتی ہے

## حلال و حرام کا خیال رکھنا

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی روزی کو حلال رکھے اور ہر طرح کے حرام سے بچے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا یربو لحم نبت من سحت الا کانت النار اولی بہ (سنن الترمذی، باب ما ذکر فی فضل الصلاۃ)

ترجمہ: نہیں وہ جسم جو حرام سے پلا مگر یہ کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہو

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

یٰٓایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا (المؤمنون: 51)

ترجمہ: اے رسولو، پاکیزہ اور حلال اشیاء کھاؤ اور نیک عمل کرو

اس آیت میں حلال کھانے کو نیک عمل کرنے سے پہلے لایا گیا ہے جس کا مقصد اس بات کی اہمیت کو واضح کرنا ہے کہ نیک عمل اسی وقت مقبول ہوں گے جب غذا حلال ہو گی، اگر غذا ہی حلال نہ ہو تو نہ تو نیک عمل مقبول ہوں گے نہ ہی دعائیں قبول ہوں گی۔ صحیح مسلم کی روایت میں آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ امر المؤمنین بما امر بہ المرسلین فقال یا یھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم قال یا یھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقنا کم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلك

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو، اللہ (تمام عیبوں سے) پاک ہے اور پاک چیزوں ہی کو قبول کرتا ہے، اس نے اپنے رسولوں کو حکم فرمایا: اے رسولو، پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، نیک اعمال کرو وہ یقینا

جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں، اور وہ فرماتا ہے: اے ایمان والو، پاک (حلال) چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں، پھر آپ ﷺ (نے) ذکر فرمایا اس آدمی کا جو لمبا سفر کرتا ہے (حج کرنے یا طلب علم کے لیے) پراگندہ حال ہے، گرد آلود ہے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف (دعا کے لیے) اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب، اے میرے رب جب کہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پہننا حرام ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی!"

اس لیے ہر تاجر کے لیے لازمی ہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے خریدنے بیچنے کے مسائل سیکھے۔ اور جو کام ایسے پیش آجائیں جو اس کو معلوم نہ ہوں تو کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کرلے۔ اپنا پورا مسئلہ مفتی کے سامنے پیش کرے۔ اور اگر مفتی کی رائے یہ ہو کہ معاملہ صحیح نہیں ہے تو اس معاملے کو کرنے کا صحیح طریقہ یا متبادل طریقہ بھی دریافت کرے۔

## زکوۃ ادا کرنا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں چند نصیحتیں فرمائیں ان میں یہ بھی تھی:

ان اللہ قد افترض علیھم صدقۃ فی اموالھم تؤخذ من اغنیاءھم فترد فی فقراءھم (صحیح البخاری)

ترجمہ: اللہ تعالی نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹا دیا جائے گا

زکوۃ اللہ کا حق ہے اور زکوۃ ادا کرنے والا اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے جو اس کے مال میں برکت کا ذریعہ بنتا ہے اور جو زکوۃ نہیں دیتا وہ اللہ کا حق مارنے والا ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے مال سے برکت اٹھ جاتی ہے گو بظاہر کثرت ہو اس پر مزید یہ کہ اس کا یہ عمل دنیا اور آخرت میں اس کے لیے وبال کا سبب بن جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی جس میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو اطلاع دی ہے کہ:

ولم یمنعوا زکوۃ اموالھم الا منعوا القطر من السماء ولولا البھائم لم یمطروا (سنن ابن ماجه)

ترجمہ: اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو ان پر کبھی بارش نہ برسے

## قرض کی ادائیگی

تجارتی معاملات میں اکثر ادائیگی مستقبل میں کسی وقت تک کے لیے مؤخر کر دی جاتی ہے۔ ریٹیل کام کرنے والے ہول سیلر سے متعین وقت کے لیے کریڈٹ پر مال لیتے ہیں۔ یہ مارکیٹوں میں عام رواج ہے۔ اسی طرح فیکٹریوں میں مال سپلائی کرنے والے بھی اکثر ادھار ہی دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بلاوجہ وقت پر ادائیگی کو روک دے یا بالکل ادا نہ کرے تو یہ ادھار مال دینے والے کے لیے نقصان دہ ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں بعض اوقات وہ کاروبار کے قابل ہی نہیں رہتا۔ قرض کے سلسلے میں اتنا یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ شہید پر بھی معاف نہیں ہے۔ آپ ﷺ مقروض کی نماز جنازہ کی امامت نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے تاجر اس چیز سے بچیں اور اپنی ادائیگیاں وقت پر کردیں۔

## مزدوروں کو اجرت کی بروقت ادائیگی

تاجر کو چاہیے کہ جن مزدوروں سے وہ کام لیتا ہے ان کی اجرت بروقت ادا کردے۔ رسول اللہ ﷺ کے دو ارشادات پیش خدمت ہیں۔

اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (ابن ماجہ)

ترجمہ: مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو

مطل الغنی ظلم (الحدیث)

ترجمہ: مالدار کا (مالداری کے باوجود) حقوق ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے

اور کسی مزدور کی مزدوری ہڑپ کرجانا تو بہت بڑا ظلم ہے۔ یہ اللہ سے دشمنی لینا ہے۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا، ان میں سے ایک وہ ہے جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھے اس سے پورا کام لے اور اسے اجرت نہ دے۔ آتا ہے:

ورجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ ولم یعط اجرہ (الحدیث)

ترجمہ: وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی

تاجر کو یہ بھی چاہیے کہ اپنے کل وقتی ملازم کی تنخواہ بروقت ادا کرے۔ اس بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ ان کی تنخواہ مقرر کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھے کہ ان کی تنخواہ ان کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔ یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ تاجر کو چاہیے کہ اپنے ملازم سے ان کی طاقت سے بڑھ کا کام نہ لے۔ ان کے جو اوقات متعین ہیں ان کا خیال رکھے۔ اگر کسی وقت اس کو متعین وقت کے بعد روکے تو ملازم کو اس کی ادائیگی کرے۔ ان کی بیماری کے دنوں میں ان کے ساتھ رعایت کا معاملہ کرے اور اگر ممکن ہو تو ان کے علاج میں ان کی مدد کردے۔

## صدقہ خیرات کرنا

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

یمحق اللہ الربا و یربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفار اثیم (البقرۃ:276)

ترجمہ: اللہ سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گناہ گار کو دوست نہیں رکھتا

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ خیرات کی بہت ترغیب دی ہے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا:

ما نقص مال من صدقۃ (سنن الترمذی)

ترجمہ: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا

بخاری شریف کی مشہور و معروف حدیث ہے:

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث ولد صالح یدعو لہ او صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ

ترجمہ: ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے (جن کا فیض اسے برابر پہنچتا رہتا ہے)، ایک صدقہ جاریہ، دوسرا علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے، تیسرا صالح اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرتی رہے

عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ فرض علی اغنیاء المسلمین فی اموالھم قدر الذی یسع فقراءھم ولن یجھد الفقراء الا اذا جاعوا وعروا مما یصنع اغنیاؤھم الا وان اللہ محاسبھم یوم القیامۃ حسابا شدیدا ومعذبھم عذابا نکرا

(المعجم الاوسط للطبرانی باب الدال من اسمہ دلیل)

ترجمہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقینا اللہ تعالی نے مالدار مسلمانوں پر ان کے مالوں میں سے اتنا حصہ مقرر کیا ہے جو ان کے ضرورت مندوں (کی ضروریات) کے لیے کافی ہو اور ضرورت مندوں کا بھوک یا ننگ میں مبتلا ہونا مالداروں کی وجہ سے ہوتا ہے (جب وہ ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں یا کوتاہی کرتے ہیں) اور یقینا اللہ قیامت کے دن ان (مالداروں سے) سے سخت حساب لے گا اور (ان کو) سخت عذاب دے گا

دور حاضر میں مال کی کثرت کے باوجود اس کی حرص بھی بڑھ گئی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ اپنی زندگی ہی میں اپنے لیے ایسے کام کرلے جو اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جائیں۔ اس کی موت کے بعد اولاد اس کے لیے کرے تو وہ اس کی خوش قسمتی ہوگی۔ صدقہ کرنے کے حوالے سے یہ بات ذہن میں رہے کہ حرام مال سے کیا ہوا صدقہ اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کسب مالا حراما فتصدق بہ لم یکن لہ فیہ وکان اصرہ علیہ (صحیح ابن حبان)

ترجمہ: جس نے حرام مال کمایا پھر اس سے صدقہ کیا تو اس کو صدقہ کرنے کا کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ اس پر اِس (حرام مال کمانے) کا وبال ہوگا

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کرکے ثواب کی امید رکھنا کفر ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ مشرکین مکہ نے بھی کعبہ کی ازسر نو تعمیر کے وقت اس بات کا خیال رکھا تھا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف حلال مال لگے۔ انہوں نے کعبۃ اللہ کا کچھ حصہ (حطیم) چھوڑنا گوارا کیا لیکن حرام مال سے اس تعمیر کو مکمل کرنا گوارا نہ کیا۔

## ہر کام کو بہترین طریقے سے کرنا

شریعت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے کام بہترین طریقے سے کرنے کی کوشش کرے۔ فرمان باری تعالی ہے:

صنع اللہ الذی اتقن کل شیء (النمل: 88)

ترجمہ: (یہ) اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو (حکمت و تدبیر کے ساتھ) مضبوط و مستحکم بنایا ہے

رسول اللہ ﷺ نے بھی کاموں کو بہترین طریقے انجام دینے کی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ان اللہ یحب اذا عمل احدکم عملا ان یتقنہ (سنن البیھقی)

ترجمہ: اللہ تم میں سے جو اپنے کام کو بہترین طریقے سے ادا کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اپنی زندگی کے تمام کاموں کو بہترین طریقے سے کرنے کی کوشش کرنا ایک دینی تقاضا ہے۔ ایسا کرنے والا اللہ تعالی کی محبت کا حق دار ہوجاتا ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے:

وعن ابی یعلی شداد بن اوس رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله کتب الاحسان فی کل شئ فاذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة واذا قتلتم فاحسنوا القتلة ولیحد احدکم شفرته ولیرح ذبحته

(صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح وما یؤکل من الحیوان)

ترجمہ: یقینا اللہ نے ہر چیز کو بہترین طریقے سے کرنے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ جب تم (جانور) ذبح کرو تو اس کو اچھے طور سے ذبح کرو اور جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو (یعنی تکلیف دے دے کر نہ کرو)، پس تم کو چاہیئے کہ اپنی چھری کو تیز کرلو اور جانور کو راحت دو

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کو چاہے کہ وہ زندگی کے جس شعبے سے وابستہ ہو اپنے کام کو بہترین انداز سے سرانجام دینا چاہیے۔

## اپنے معاملات ہشیاری سے چلانا

کاروباری معاملات بیدار مغزی، ہشیاری اور ذہانت چاہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے امتیوں کو تلقین کی ہے کہ وہ اپنے معاملات کو ہشیاری سے چلائیں۔ مسند احمد میں ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا۔ جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تو واپس جاتے ہوئے اس نے کہا: "حسبی الله ونعم الوکیل" (مجھ کو میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

ان الله یلوم علی العجز ولکن علیك بالکیس فاذا غلبك امر فقل حسبی الله ونعم الوکیل

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نادانی و لاپرواہی پر ملامت کرتا ہے۔ تمہیں سمجھداری اور ہوشیاری (سے کام کرنا) ضروری ہے اگر اس پر بھی تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو حسبی الله ونعم الوکیل کہو

ہمارے بازاروں میں جس کو ہشیاری اور سمجھداری سمجھا جاتا ہے وہ اصل میں چالبازی، دھوکہ دہی اور فریب دینے کا نام ہے جس کی جوابدہی کرنی پڑے گی۔

## لوگوں کو قیمت میں رعایت دینا

عن الیسع بن المغیرة قال مر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم برجل بالسوق یبیع طعاما بسعر هو ارخص من سعر السوق فقال تبیع فی سوقنا بسعر هو ارخص من سعرنا قال نعم قال صبرا واحتسابا قال نعم قال ابشر فان الجالب الی سوقنا کالمجاهد فی سبیل الله والمحتکر فی سوقنا کالملحد فی کتاب الله (المستدرك)

ترجمہ: حضرت یسع بن مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر بازار میں ایک شخص پر ہوا جو کھانے کی کوئی چیز بازار سے کم دام پر بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے (اس) سے دریافت فرمایا: "تم ہمارے بازار میں مارکیٹ دام سے کم پر سودا بیچ رہے ہو؟" انہوں نے کہا: "جی ہاں۔" آپ ﷺ نے پوچھا: "صبر و ثواب کی نیت سے؟" انہوں نے کہا: "جی ہاں۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے لیے خوش خبری ہو کیونکہ ہمارے بازار میں سودا لانے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور ہمارے بازار میں ذخیرہ اندوزی کرنے والا اللہ کی کتاب کا انکار کرنے والا ہے"

یہاں امام ابوحنیفہؒ کا ایک واقعہ بیان کرنے کے لائق ہے۔ امام صاحبؒ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے تاجر بھی تھے ایک دفعہ ایک عورت ان کے پاس کپڑا خریدنے آئی اور بولی کہ آپ یہ کپڑا مجھے اصل قیمت میں دے دیں، حضرت امام صاحبؒ نے اصل سے بھی کم قیمت پر بیچنے پر رضامندی ظاہر کی۔ جس پر وہ عورت حیرت زدہ ہوئی اور بولی کہ مذاق نہ کریں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے دو کپڑے خریدے تھے ایک کو بیچ کر کُل قیمت وصول کرچکا ہوں اس لیے یہ کپڑا سستا بیچنے پر بھی مجھے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ کبھی یہ بھی کرکے دیکھیے!

ذکر میں مشغول رہنا

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کی یہ صفت بتائی ہے:

رجال لاتلهيهم تجارة ولابيع عن ذكر الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة (النور:37)

ترجمہ: ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا: یہ آیت بازار والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت میں مؤمنین صالحین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت کا مشغلہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ذکر اور نماز کے مقابلہ میں وہ کسی بڑے دنیوی فائدے کا خیال نہیں کرتے۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال احب البلاد الی الله مساجدها وابغض البلاد الی الله اسواقها (صحيح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کو زمین پر سب سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے ناپسند بازار۔"

اس لیے کہ بازار میں بہت سی ایسی باتیں پیش آتی ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں۔ اس لیے تاجر کو چاہیے کہ اپنی زبان کو ذکر سے تر رکھے۔ کوئی بھی ذکر جو زبان پر سہولت سے جاری ہو اختیار کرنا چاہیے۔ اسی طرح تاجر کو باجماعت نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔

امانت داری

ایمانداری کسی انسان کا وہ وصف ہے جس کی کوئی قیمت نہیں ادا کی جاسکتی خاص طور پر اس دور میں جب کہ ایماندار انسان خال خال ہی ملتے ہیں۔ اگر انسان اپنے کاروباری معاملات ایمانداری سے چلائے تو نہ صرف اس کو عزت ملتی ہے بلکہ اس کے رزق میں بھی برکت اور کثرت ہوتی ہے۔ روایت میں آتا ہے:

عن انس الامانة غنی (الجامع الصغير)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ امانت میں غنیٰ (امیری) ہے

معاملات میں حسن اخلاق

اسلام کی ہر تعلیم کا بنیادی جز اخلاقیات بھی ہے۔ تجارت بھی اس خالی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

رحم اللہ عبدا سمحا اذا باع سمحا اذا اشتری سمحا اذا اقتضی (البخاری، کتاب البیوع)

ترجمہ: اللہ تعالی ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے

خریدا ہوا مال واپس لینا

خریدا ہوا مال واپس لے لینا بہت ہی فضیلت کی بات ہے۔ گو کہ ہمارے معاشرے میں اس کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے لیکن اس کی بہت فضیلت ہے۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ خریدار کو چیز خریدنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اسے اس چیز کی ضرورت نہیں رہی جس پر اس کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے اس چیز کی قیمت واپس مل جائے یا کم از کم اس کے بدلے میں کوئی اور چیز مل جائے۔ حسن معاملہ یہ ہے کہ تاجر اس خریدار سے چیز واپس لے لے۔ ایسا کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بشارت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من اقال مسلما اقالہ اللہ عثرتہ (سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ)

ترجمہ: ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی مسلمان سے (معاملہ طے ہوجانے کے بعد) فسخ (ختم) کر لے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے گناہ معاف کر دے گا۔“

صبر و استقامت اختیار کرنا اور عجلت پسندی سے بچنا

کسی بھی کام میں نتیجہ فوری طور پر حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ محنت کے ساتھ ساتھ صبر بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہی کچھ کاروبار کے ساتھ بھی ہے۔ کاروبار شروع کرتے ہی آمدنی شروع نہیں ہوجاتی بلکہ اس میں وقت لگتا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ صبر و استقامت کے ساتھ اپنی کوششوں میں لگا رہے۔ حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التانی من اللہ والعجلۃ من الشیطان (مسند ابی یعلی)

ترجمہ: بردباری (سوچ سمجھ کر کام کرنا) اللہ کی طرف سے ہے اور جلدبازی شیطان کی طرف سے

کام کو سمجھنا

انسان جس کاروبار میں ہاتھ ڈالنے کا کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اس کے بارے میں جس حد تک ہو سکے معلومات حاصل کرے تاکہ ناواقفیت سے نقصان نہ ہوجائے۔ اس کا طریقہ یہ کہ کام شروع کرنے سے پہلے اس کام کو جاننے والے سے مشورہ اور معلومات حاصل کی جائیں۔ اس مشورے میں بھی صرف ایک کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ دو تین سے مشورہ کیا جائے۔ اس مشورے کے ساتھ مارکیٹ کا جائزہ بھی لیا کہ آیا اس کام یا پراڈکٹ کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اگر اس کام کے سلسلے میں کوئی کتاب یا مطالعاتی رپورٹ مل جائے اس کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس کا کچھ ابتدائی تجربہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی کام ہو ہمیشہ بہت چھوٹے پیمانے پر شروع کرنا چاہیئے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو تجربہ حاصل ہوجاتا ہے جس سے اس کو اس کام کو سمجھنے اور بہتر طریقے سے کرنے کا طریقہ کار سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ سب کرنے کے بعد استخارہ

بھی ضرور کرے۔ استخارے کی دعا ص 55 پر موجود ہے۔ استخارے کے سلسلے میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ استخارہ کرنے سے علم الغیب حاصل نہیں ہوجاتا۔ یہ اللہ تعالی سے طلب خیر ہے کہ ہم نے اس کام کو کرنے کا فیصلہ کیا ہے آپ اس میں خیر بھر دیجیے۔ اس کے بعد ہمت اور محنت آپ ذمے اور نتیجہ اللہ کے حوالے۔

## موقع کو پہچاننا

کاروبار کے موقعے کو پہچاننا بھی تجارت یا کاروبار میں بہت اہم ہے اس لیے کہ ان موقعوں کو پہچان کر انسان اپنے کاروبار کو وسعت دے سکتا ہے۔ موقعے کو سمجھنے کی مثال یہ ہے کہ بعض اوقات لوگوں کو کسی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے، یہ ایک موقع ہوا۔ سمجھدار انسان وہ خدمت فراہم کرکے اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ مثال کے طور پر کسی علاقے میں کسی ایسی چیز کی دکان نہیں جس کی لوگوں کو اکثر ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہ موقع ہوا اور کاروباری ذہن رکھنے والا اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔

## تجارتی سوجھ بوجھ

تجارتی سوجھ بوجھ یا کاروباری سمجھ بوجھ بہت ضروری ہے۔ اس کا پہلا قدم تو یہ ہے کہ انسان جس کام میں لگے اس کی جزئیات سے آگاہ ہو، مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ سے آگاہ ہو، فیصلہ کرنے کی قوت سے آراستہ ہو، رسک لینا بھی کاروبار کا حصہ ہے۔ ذیل میں ایک روایت پیش خدمت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ کی کاروباری سمجھ کو سراہا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

عن عروة البارقي ان النبي ﷺ اعطاه دينارا يشتري له شاة فاشترى له شاتين فباع احداهما بدينار فاتى النبي ﷺ بدينار وشاة فدعا له رسول الله ﷺ بالبركة قال فكان لو اشترى التراب لربح فيه (سنن ابن ماجه، كتاب الصدقات)

ترجمہ: حضرت عروہ بارقیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید لائیں، انہوں نے (اس دینار سے) دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ دیا اور آکر نبی کریم ﷺ کو دینار بھی واپس کردیا اور بکری بھی پیش کردی۔ (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے (ان کی تجارت میں) برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا

## حساب کتاب رکھنا

تجارت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کسی چیز کو سستے بھاؤ خریدنا اور اس پر اپنا منافع رکھ کر بیچ دینا۔ کاروبار کے متعلق یہ آسان سا قاعدہ ہے:

منافع = آمدن — اخراجات

منافع حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تاجر اپنے حساب کو بہت پابندی اور دقت نظر کے ساتھ کرے۔ خاص طور پر اپنے اخراجات پر گہری نظر رکھے۔ بے ضرورت اخراجات پر قابو رکھے اور ضروری اخراجات پر ہاتھ تنگ نہ کرے۔ یہ ایک عام بات ہے کہ اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے کاروباری حضرات بعض اوقات ضروری اخراجات سے بھی گریزاں رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات سامنے رکھیں کہ ضروری اخراجات کے لیے ایک رقم اپنی آمدنی میں سے الگ کردیں۔ صرف کاغذوں میں نہیں بلکہ حقیقی طور پر ایسا کریں۔ اس طرح کرنے سے خرچ کرنے میں سہولت ہوجاتی ہے۔ یہ خیال رہے کہ بعض اخراجات یومیہ ہوتے ہیں، جیسے آنے جانے کا کرایہ،

بعض ماہانہ ہوتے ہیں، جیسے دکان کا کرایہ، بعض سالانہ، جیسے ٹیکس اور بعض کچھ عرصے بعد کرنے ہوتے ہیں، جیسے دکان میں رنگ روغن یا ضروری مرمت وغیرہ۔ ان سب اخراجات کو اپنی منصوبہ بندی کا حصہ بنائیں۔ حقیقت یہ کہ عام طور پر تاجر اس قسم کی منصوبہ بندی نہیں کرتے۔

## کفایت شعاری اختیار کرنا

لوگ کاروبار اور زیادہ آمدنی کا مطلب خوب خرچ کرنا سمجھتے ہیں جو اسراف کے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔ بے شک اگر مال ہے تو انسان اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے سہولتیں حاصل کرتا ہے بلکہ کرنا چاہیے لیکن حدِ اسراف بچنا بھی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خرچ میں میانہ روی اختیار کرنے اور اسراف و تبذیر سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی ہے:

ما عال من اقتصد (مسند احمد)

ترجمہ: جس نے میانہ روی اختیار کی و فقر سے بچ گیا

وفی الاقتصاد نصف المعیشۃ (مسند احمد)

ترجمہ: کفایت شعاری آدھی معیشت ہے

لیکن میانہ روی اور کفایت شعاری کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنی اور اہل و عیال کی جائز ضرورتوں میں تنگی اختیار کرے۔ ایسا کرنا بخل اور کنجوسی میں آتا ہے۔ (مزید دیکھیے: ص 48)

## پس انداز کرنا

اپنی کمائی میں سے کچھ حصہ اپنے آنے والے وقت کے لیے بچا کر رکھنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ ایک طرح سے ضروری ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے:

رحم اللہ امرا اکتسب طیبا او انفق قصدا وقدم فضلا لیوم فقرہ وحاجتہ

ترجمہ: اللہ رحم کرے اس شخص پر جس کی کمائی پاک ہے، کفایت شعاری سے خرچ کرتا ہے، کچھ پس انداز کرلیتا ہے اپنے فقر و احتیاج کے وقت کے لیے

ایک صحابیؓ جو اپنا پورا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے نصیحت فرمائی:

الثلث والثلث کبیر او کثیر انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرھم عالۃ یتکففون الناس (صحیح البخاری، کتاب المغازی)

ترجمہ: ایک تہائی کر دو اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہو گا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

حضرت کعبؓ نے ایک بار رسول اللہ ﷺ سے اپنا پورا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امسک علیک بعض مالک فھو خیر لک قلت فانی امسک سھمی الذی بخیبر (صحیح البخاری)

ترجمہ: اگر اپنے مال کا ایک حصہ اپنے پاس ہی باقی رکھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے، میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا خیبر کا حصہ اپنے پاس محفوظ رکھتا ہوں

## مال کی حفاظت اور سرمایہ کاری

یہی نہیں کہ اسلام رزق حاصل کرنے کی کوشش کو ہر مسلمان پر لازم قرار دیتا ہے بلکہ اسلام مال کی قدر کرنا سکھاتا ہے۔ مال ایک ایسی چیز ہے جس کی حفاظت ضروری ہے اور اس کی مختلف شکلیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کو محفوظ مقام پر رکھا جائے، اس کو فضول خرچیوں میں نہ اڑایا جائے، اس کو ناسمجھوں کے ہاتھ میں نہ دیا جائے وغیرہ۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التی جعل الله لكم قياما (النساء: 5)

ترجمہ: اور تم وہ مال، جس کو اللہ نے تمہارے لیے قیام و بقا کا ذریعہ بنایا ہے، نادانوں کے حوالے نہ کرو

مال کو ضائع ہونے سے بچانا بھی اس کی حفاظت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن حذيفة بن اليمان قال قال رسول الله ﷺ من باع دارا ولم يجعل ثمنها في مثلها لم يبارك له فيها (سنن ابن ماجه، كتاب الرهون)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن الیمان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی مکان بیچا اور اس کے پیسے کو کسی اسی طرح کے کام میں نہیں لگایا تو اس کے لیے اس مال میں کوئی برکت نہیں

بعض علما نے اس کی حکمت یہ بتائی ہے کہ مال کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے کہ مکان یا جائداد ایک ایسی سرمایہ کاری ہے جس کوئی چرا نہیں سکتا اور وہ ان دیگر آفات سے بھی محفوظ ہوتا ہے جو باقی چیزوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں اہم بات تو یہ ہے کہ اپنی جائیداد کو حتی الامکان فروخت نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ اگر کسی کے ذمے قرض ہے یا کوئی ذمہ داری ہے اور وہ اپنی جائداد بیچ کر ہی اُس کو ادا کرسکتا تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اسی طرح ایسا کام یا چیز جو کسی طور فائدہ مند ثابت ہورہی اس کو برقرار رکھنا بھی مال کی حفاظت میں شامل ہے۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ اپنے بعض اصحابؓ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ کو دیکھ ان صحابی نے آپ ﷺ کی ضیافت کی خاطر ایک جانور ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی:

اياك والحلوب (صحيح مسلم)

ترجمہ: دودھ دینے والے جانور کو چھوڑ دینا

اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس مال سے فائدہ حاصل ہو رہا ہو اس کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

مال کی حفاظت یہ بھی ہے کہ اس کو جامد نہ کردیا جائے (یعنی روک نہ لیا جائے) بلکہ سرمایہ کاری کے ذریعے اس میں اضافہ کیا جائے۔ ایک روایت میں آتا ہے:

الا من ولی يتيما له مال فليتجر فيه ولا يتركه حتى تأكله الصدقة (سنن الترمذی، كتاب الزكوة)

ترجمہ: جان لو جو کسی (ایسے) یتیم کا کفیل بنے جس کے پاس کچھ مال ہو تو اسے چاہیے کہ اس (یتیم کے اس مال) کو کسی کاروبار میں لگا دے اور اس مال کو (ایسے ہی) نہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زکوۃ اس کو ختم کر ڈالے

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یتیم کے مال کو کسی پیداواری عمل میں نہیں لگایا گیا تو سال بہ سال زکوۃ کی ادائیگی سے وہ ختم ہو جائے گا۔ یہی حال ہر اس مال کا ہو گا جس کو کاروبار میں نہیں لگایا جائے گا۔

ہمارے دور میں وقت کے ساتھ ساتھ مال کی قدر (value) بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ ایک گرام سونا اب سے چند برس پہلے جس قیمت پر ملتا تھا آج اس سے بہت زیادہ مہنگا ہے۔ اس وجہ سے بھی مال کو سرمایہ کاری کے ذریعہ بڑھاتے رہنا چاہیے تاکہ اس کی قدر میں جو کمی ہوتی ہے اس سے بچا جائے۔

## جن چیزوں سے تاجر کو بچنا چاہیے

انسان اپنے رزق کے بارے میں بہت ہی فکر مند رہتا ہے اور ذرا سا بھی رد و بدل اس کو پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے خاص طور وہ لوگ جو لگی بندھی نوکری کے بجائے کسی کاروبار سے منسلک ہوتے ہیں۔ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے ان کی آمدنی متاثر ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مال کی محبت انسان میں فطری طور پر موجود ہے اور تجارت میں انسان ہر وقت مال ہی میں الجھا رہتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ وہ حالات کے دباؤ میں یا مال کی محبت کے غلبے میں صحیح و غلط کی تمیز کھو بیٹھے اور ایسے کاموں میں لگ جائے جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

وان الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه (سنن ابن ماجه، كتاب الفتن)

ترجمہ: یقینا انسان (اپنے) گناہوں کی وجہ سے اپنے آئے ہوئے رزق سے محروم ہوجاتا ہے

چنانچہ تاجر کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے کہ وہ کسی کمی کوتاہی میں تو مبتلا نہیں ہو گیا ہے۔ اگر کوئی کمی کوتاہی ہوگئی ہو تو اس پر اللہ سے معافی مانگے اور اپنی اصلاح کی کوشش میں لگ جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تاجر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے تجارتی امور میں کسی مفتی سے رائے لیتا رہے تاکہ انجانے میں کسی غیر شرعی کام میں نہ پڑ جائے۔ تاجر اپنی تجارت کس طرح کرتا ہے وہی روز محشر اس کے ٹھکانے کا پتہ بتانے کے لیے کافی ہے۔ سچا اور خدا خوفی رکھنے والے کا ٹھکانا جنت اور اس سے روگردانی کرنے والے کا ٹھکانا جہنم۔ ایماندار تاجر کے متعلق آتا ہے:

عن ابی سعید عن النبی ﷺ قال التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء (سنن الترمذی، کتاب البیوع)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیا، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

کس قدر عظیم بشارت ہے کہ امانت دار تاجر قیامت کے روز، جب کوئی کسی کا ساتھ نہیں دے گا، نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ اور وہ لوگ جو اپنی تجارت جھوٹ اور بے ایمانی سے چلاتے ہیں ان کے متعلق آتا ہے:

ان التجار يبعثون يوم القيامة فجارا الا من اتقى الله وبر وصدق (سنن الترمذی، کتاب البیوع)

ترجمہ: یقینا تاجر قیامت کے دن نافرمان اٹھائے جائیں گے سوائے ان (تاجروں) کے جو اللہ سے ڈرے، نیکی کرے اور سچ بولے

ذیل میں وہ چند امور پیش خدمت ہیں جن سے تاجر کو اپنے تجارتی معاملات میں بچنا ضروری ہے۔

حرام تجارت سے بچے

پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان جس چیز کی تجارت کرے وہ شریعت میں حلال ہو۔ حرام چیزوں کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ حتی کہ کسی غیر مسلم کو بھی بیچنا جائز نہیں۔ مثلاً: شراب حرام ہے تو اس کا خریدنا، بیچنا، بنانا، اس کو ڈھو کر کہیں پہنچانا، اس کو پلانا وغیرہ سب حرام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

وان اللہ اذا حرم اکل شیئ حرم ثمنہ (سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ)

ترجمہ: جب اللہ کسی چیز کا کھانا حرام قرار دیتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام قرار دے دیتا ہے

دھوکے بازی سے بچے

تاجر کو چاہیے کہ کسی قسم کی دھوکے بازی اور خیانت نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ومن غشنا فلیس منا (صحیح مسلم، کتاب الامور المنہی عنہا)

ترجمہ: اور جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں

اس میں مختلف امور شامل ہیں جن کا بیان آگے آرہا ہے۔ (دیکھیے ص 38)

ذخیرہ اندوزی سے بچے

تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزی سے بچے۔ اس لیے کہ ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا یحتکر الا خاطیء (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ)

ترجمہ: ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا مگر گناہ گار

الجالب مرزوق والمحتکر ملعون (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات)

ترجمہ: (بازار میں اپنا) مال لانے والا تاجر (اللہ کی) رحمت میں ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے

یعنی جو اپنا مال زیادہ پیسے کمانے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کرنے کی بجائے بیچنے کے لیے لے آئے وہ اللہ تعالی کی رحمت کا مستحق ہے۔ یہاں وہ ذخیرہ اندوزی مراد ہے جس کا مقصد مصنوعی طریقے سے قیمتوں کو بڑھانا ہوتا ہے۔ باقی ہر تاجر اپنے پاس سامان تجارت کا ذخیرہ رکھنے پر مجبور ہے۔

بلاوجہ قیمت میں اضافہ کرنے سے بچے

حضرت معقل بن یسارؓ نے اپنے مرض الموت کے قریب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان فرمایا:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من دخل فی شیء من اسعار المسلمین لیغلیہ علیہم کان حقا علی اللہ ان یقعدہ بعظم من النار یوم القیامۃ قال اانت سمعتہ من رسول اللہ ﷺ قال نعم غیر مرۃ ولا مرتین (مسند احمد، مسند البصریین)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمانوں کے نرخوں میں دخل اندازی کرے تاکہ ان پر غالب آجائے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم کے بڑے حصے میں بٹھائے۔ پوچھا گیا کیا آپ نے خود یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ کہا ایک سے زیادہ بار

## جھوٹی قسموں سے بچے

تاجر کو چاہیے کہ وہ جھوٹی قسموں سے بچے۔ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالی ان کی طرف دیکھے گا بھی نہیں یہ آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا. ان لوگوں میں سے ایک:

المنفق سلعته بالحلف الکاذب (صحیح مسلم)

ترجمہ: جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا ہے

ایسا تاجر خوف خدا سے عاری ہوتا ہے۔ اللہ کی عظمت اس سے بہت بلند ہے کہ انسان اپنی دنیا کمانے کے لیے اس کے نام پر جھوٹی قسمیں کھائے اور اپنی آخرت تباہ کرلے۔ فیصلہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے!

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ یقول الحلف منفقة للسلعة ممحقة للکسب (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (سامان بیچتے وقت دکاندار کے) قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے (لیکن وہ قسم) برکت کو مٹا دینے والی ہوتی ہے

وعن ابی قتادۃ انہ سمع رسول اللہ یقول ایاکم و کثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "مال بیچتے ہوئے قسم کھانے سے بچو اس لیے کہ (اس سے مال) بک جاتا ہے کہ لیکن (برکت) ختم ہوجاتی ہے۔"

## مال کمانے کے حرام طریقے

ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ ہو۔ یہ کوئی غلط خواہش نہیں البتہ انسان اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں غلط ذرائع اختیار کر لیتا ہے جو اس کے لیے اس دنیا میں بھی پریشانی کا باعث بنتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کی جواب دہی کرنا پڑے گی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ان ھذا المال خضرۃ حلوۃ فمن اخذہ بطیب نفس بورك له فیه ومن اخذہ باشراف نفس لم یبارك له فیه وکان کالذی یاکل ولا یشبع (صحیح البخاری، کتاب الرقاق)

ترجمہ: یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا

ہر شخص اپنا حال خود جانتا ہے۔ وہ اندر کی بے چینی اور بے کلی جو حرام مال کھانے والوں کے ساتھ مستقل لگی رہتی ہے وہ کثرت حرام سے کبھی دور نہیں ہوگی۔ دلوں کا اطمینان دین کے طریقوں میں ہے۔ اس پر غور کرلیں!

ذیل میں بعض وہ طریقے بیان کیے جاتے ہیں جن سے انسان کی کمائی حرام میں داخل ہوجاتی ہے۔

## دھوکہ دینا

گھٹیا چیز کو اعلی درجے کی بتا کر بیچنا جھوٹ کی ایک شکل ہے۔ اس میں گھٹیا چیز جو بعض اوقات بالکل ناکارہ اور بیکار ااور انتہائی کم قیمت ہوتی ہے اس کی قیمت اصلی چیز کی لی جاتی ہے۔ ایسا کرنے والا اپنی روزی حرام کررہا ہے۔ اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ مال کسی اور ملک کا بنا ہوا ہو لیکن اس کا لیبل بدل کر اس کو کسی ایسے ملک کا بنایا ہوا بتایا جائے جس کی بازار میں مانگ ہو۔

## ملاوٹ کرنا

اس میں گھٹیا مال کو اعلی مال میں ملا کر بیچنا اور اعلی کوالٹی کی قیمت میں بیچا جاتا ہے۔ ایسی کمائی بھی حرام ہے۔ اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ وہ مال جو اپنی مدت استعمال ختم کرچکا ہے اس کا لیبل بدل کر نئی تاریخوں کا لیبل لگا کر بیچا جاتا ہے۔ یہ ملاوٹ کی بد ترین شکل ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگوں کی جانوں کو خطرہ بھی ہوسکتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ کا خوف کرنا چاہیے۔ اللہ کے ہاں اس کی شدید پکڑ ہوگی۔ اکثر ایسا کرنے والے اس دنیا میں بھی عبرت بن جاتے ہیں۔

## ناپ تول میں کمی کرنا

یہ دھوکہ دینے کی عام شکل ہے۔ وزن میں ڈنڈی مارنا، ناپنے میں کمی کرنا ہمارے بازاروں میں عام پایا جاتا ہے۔ اس کی ایک اور شکل یہ بھی ہے کہ ہلکی چیز کا وزن بڑھا دیا جاتا ہے اور اس طرح وزن میں ڈنڈی ماری جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں آپ ﷺ نے ایک دوکاندار کو ایسا کرنے پر تنبیہ فرمائی تھی۔ ہمارے پاک رسول ﷺ نے تو یہ تعلیم دی ہے:

زن وارجح (سنن الترمذی)

ترجمہ: وزن کر اور جھکتا تول

## مال کا عیب چھپانا

مال میں موجود عیب کو خریدار سے چھپایا جاتا ہے اور صحیح چیز کی قیمت وصولی جاتی ہے۔ ایسی کمائی حرام ہے۔ اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ مال کے بیچتے وقت ایسی زبان استعمال کی جاتی ہے کہ خریدار سمجھ نہیں پاتا۔

## خریدار کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانا

یہ بھی بہت عام ہے۔ ہر شخص مال کی کوالٹی اور قیمت کے بارے میں آگاہ نہیں ہوتا۔ اب اگر دکاندار کسی خریدار کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر سستے مال کو مہنگا بیچ دیتا ہے تو وہ درحقیت حرام کما رہا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات بیچنے والا اپنی چیز کی صحیح قیمت سے واقف نہیں ہوتا اور خریدنے والے اس ناواقفیت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایسا کرنا بھی حرام ہے۔

## کسی کی مجبوری میں اس سے سستا خریدنا

یہ بھی حرام آمدنی کا ایک طریقہ ہے کہ کسی شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس کا مال سستا خرید لیا جاتا ہے۔ بظاہر بیچنے والا اپنی مجبوری کی وجہ سے اپنی رضامندی سے بیچتا ہے لیکن خریدنے والا درحقیقت اس کا مال نہیں اس کی مجبوری خریدتا ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ

قد نهى رسول الله ﷺ عن بيع المضطر (سنن ابی داؤود، باب فی بیع المضطر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجبور اور پریشان حال کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے

کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا یہ انتہائی ظلم کی بات ہے۔ بجائے اس سے تعاون کرنے اور رعایت دینے کے اس پر زیادتی کرنا بہت گناہ کی بات ہے۔ مثلاً کوئی شخص سخت مجبوری کی وجہ سے جیسے علاج کے اخراجات کے لیے اپنی کوئی چیز بیچ رہا ہو تو اس کو اس کی مارکیٹ قیمت سے کم دینا جائز نہیں بلکہ گناہ کی بات ہے۔ بازاروں میں عام طور پر ایسے موقع کو Golden chance کہا جاتا ہے لیکن ایسا کرنے والا اپنے نامہ اعمال میں گناہ لکھواتا ہے۔ یہ خیال کہ بیچنے والا کم قیمت اپنی مرضی سے لے رہا تو یہ ایک خوش فہمی سے زیادہ نہیں ہے۔ خریدنے والا بھی جانتا ہے کہ بیچنے والا عام حالات میں کبھی بھی اس قیمت پر راضی نہیں ہو گا۔

قیمتوں کو بڑھا چڑھا کر بتانا

اس کی ایک شکل یہ ہوتی ہے کہ مال بیچنے والا قسمیں کھاتا ہے کہ میری خرید اتنے اور اتنے کی ہے اور گاہک کو زیادہ قیمت پر بیچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ جھوٹ بولنا ہے۔ آمدنی کی یہ شکل حرام ہے۔ اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ خریدار کے مقابلے پر ایک اور جعلی خریدار پیش کیا جاتا ہے جس کا مقصد صرف قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نیلام بازار میں یہ شکل عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تناجشوا (الحدیث)

ایک دوسرے کے ساتھ نجش (یعنی دھوکہ) مت کرو

نجش یہ ہے کہ خریدنے کے ارادے کے بغیر صرف مال کی قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینا۔ مثلاً کسی چیز کی نیلامی ہو رہی ہے جس کے لیے لوگ اپنی اپنی بولی دے رہے ہیں، ان میں سے ایک آدمی خریدنا تو نہیں چاہتا لیکن صرف بھاؤ میں گڑبڑ کرنے کے لیے بولی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے حرام اور جھوٹ قرار دیا۔

## رزق میں برکت

برکت کا مفہوم

سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ برکت کس کو کہتے ہیں۔ برکت ایک غیر محسوس چیز ہے البتہ اس کے اثرات نظر آجاتے ہیں۔ برکت کا مطلب دولت کی کثرت نہیں، بلکہ "کفایت" ہے، یعنی ضرورت کے لیے کافی ہو جانا۔ برکت اللہ کا غیبی انعام ہے جو اس کے فرمانبردار بندوں کو حاصل ہوتا ہے جس کا اثر انسان کے قلب پر ہوتا ہے کہ انسان کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اس اطمینان کا کثرت مال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہر انسان اسی سکون کی تلاش میں رہتا ہے اور بہت سے لوگ اس کو مال کے ذریعے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس خیال کے لوگ مال کو حاصل کرنے کے لیے اللہ کے کئی حکموں کو توڑتے ہیں اور پھر بھی سکون حاصل نہیں کر پاتے۔ ایسے لوگ کثرت مال کے باوجود معاشی تنگی کا رونا روتے ہیں۔ نہ کثرت کے باوجود ان کی معاشی تنگی کبھی دور ہوگی نہ دل کا اطمینان حاصل ہو گا۔ اس کے برعکس بہت سے لوگ جو معاشی طور پر درمیانے درجے کے ہوتے ہیں انتہائی اطمینان سے زندگی گزارتے ہیں۔ اس لیے کہ سکون و اطمینان اللہ کے حکموں کو پورا کرنے میں ہے کاغذ کے ٹکڑوں سے اطمینان کی تمنا کبھی پوری نہیں ہوئی۔

آسان سی بات جو برکت کے سلسلے میں کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ جب محدود وسائل کے باوجود آپ کے کام بن رہے ہیں تو آپ کو برکت حاصل ہے۔ اس کی کئی شکلیں ہوسکتی ہیں مثلاً، وقت میں برکت، عمر میں برکت، صحت میں برکت کہ انسان بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ کیا ہی پیاری بات ہے: کثرت سے برکت نہیں بلکہ برکت سے کثرت ہے۔ کمائی میں برکت کا ایک سبب نیک بیوی اور نیک اولاد بھی بنتے ہیں کیونکہ وہ قناعت پسند اور شکر گزار ہو کر آپ سے بلاوجہ کی فرمائشیں نہیں کرتے جس سے انسان کا محدود آمدنی میں بھی گزارا ہو جاتا ہے۔

برکت کی ضد لعنت ہے۔ اگر انسان اپنی روزی کمانے کی خاطر اللہ کے حکموں کو توڑتا ہے تو وہ نہ صرف برکت سے محروم رہتا ہے بلکہ وہ لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے جس کا اثر دنیا میں بھی ہوتا ہے اور آخرت میں بھی اس کو اپنی غلط کاریوں کا حساب دینا ہوگا۔ سنن ترمذی کی روایت میں آتا ہے کہ روز قیامت ہر انسان کو چار چیزوں کے بارے میں جواب دینا ہے، جن میں سے یہ دو بھی ہیں کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

## برکت کے حصول کا طریقے

### تقوی اختیار کرنا

تقوی رزق میں برکت اور کثرت کا ذریعہ ہے بلکہ سب سے بڑا ذریعہ تقوی ہی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ تقوی کس کو کہتے ہیں۔ تقوی درحقیقت اللہ کے احکامات پر چلنے کا نام ہے۔ اس نے جن چیزوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان کو اپنی استطاعت کے مطابق بجا لانا اور جن سے روکا ہے ان سے بچنا۔ فرمان باری تعالی ہے:

**ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب (الطلاق: 1-2)**

ترجمہ: اور جو ڈرے گا اللہ سے پیدا کردے گا اس کے لیے نجات کی صورت اور رزق دے گا اس کو ایسی جگہ سے جہاں سے اس کو گمان نہ ہوگا

**ولو ان اھل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون (الاعراف: 96)**

ترجمہ: اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا

### نماز کی پابندی کرنا

نماز کی پابندی دین و دنیا دونوں میں کامیابی کا سبب ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

**وامر اھلك بالصلاۃ واصطبر علیھا لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبۃ للتقوی (طہ: 132)**

ترجمہ: اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمے رہو، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں آخر میں بول بالا پرہیزگاری ہی کا ہے

## کثرت استغفار

استغفار کی کثرت رزق میں اضافے اور برکت کا باعث بنتی ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ انسان اپنی زبان کو استغفار سے تر رکھے۔ کثرت استغفار سے رزق کے ایسے دروازے کھلتے ہیں جن کا انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ بہت کثرت سے استغفار پڑھا کرتے تھے۔ استغفار کی فضیلت کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا 0 یرسل السماء علیکم مدرارا 0 ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انہا (نوح:10-12)

ترجمہ: اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو وہ یقینا بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من لزم الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا یحتسب (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: جو کوئی استغفار کا التزام (لازم کرنا) کر لے تو اللہ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے اور ہر رنج سے نجات پانے کی راہ ہموار کر دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا، جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا

## شکر کرنا

شکر کرنے سے بھی رزق بڑھتا ہے۔ یہاں اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ شکر کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی کا شکر زبان سے ادا کرنا چاہیے۔ الحمدللہ کو انسان کو اپنا تکیہ کلام بنا لینا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکامات پر عمل کرنا بھی شکر ہے کہ فرمان باری تعالی ہے:

واذتاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (ابراهیم:7)

ترجمہ: اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکرگزاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقینا میرا عذاب بہت سخت ہے

## رزق کی تلاش صبح سویرے کرنا

نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ میری امت کے لیے دن کے اولین حصے میں برکت رکھ دی گئی ہے۔ اس لیے برکت کے حصول کا ایک طریقہ طلب رزق میں صبح سویرے نکلنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اور ارشاد گرامی ہے:

عن صخر بن وداعة الغامدی عن النبی صلی علیه وسلم قال اللهم بارك لامتی فی بکورها وکان اذا بعث سریة او جیشا بعثهم من اول النهار وکان صخر رجلا تاجرا وکان یبعث تجارته من اول النهار فاثری وکثر ماله (سنن الترمذی، کتاب البیوع)

ترجمہ: صخر غامدیؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ، میری امت کے لیے دن کے ابتدائی حصے میں برکت دے۔“ اور جب بھی آپ ﷺ کوئی سریہ یا لشکر بھیجتے، تو دن کے ابتدائی حصے میں بھیجتے۔ (عمارہ کہتے ہیں) صخر ایک تاجر آدمی تھے، وہ اپنی تجارت صبح سویرے شروع کرتے تھے تو وہ مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت ہو گیا

آج کل کے معاشرتی سیٹ اپ میں جہاں ہر شخص رات دیر تک جاگتا ہے اور صبح دیر تک سوتا ہے تاجر کو چاہیے کہ کم از کم وہ اس نیت سے صبح جلدی اٹھ جائے کہ کام پر جانا ہے اور اگر اپنے کاروبار کے کچھ امور ایسے ہیں جن کو وہ گھر پر کر سکتا ہے تو ان کو انجام دے ڈالے۔

جس گھر میں لوگ دن چڑھے تک سوتے رہتے ہوں وہاں کبھی برکت نہیں آسکتی۔ اسی طرح شوقیہ کتا پالنا، تصویریں اور موسیقی بھی برکت کے اٹھ جانے کے اسباب میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ لباس اور جسم کی پاکی اور حلال ذریعہ آمدن برکت کے حصول کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ کوئی سودی اور ناجائز کاروبار میں ملوث ہو یا جسم اور کپڑوں کو ناپاک رکھتا ہو پھر برکت کا امیدوار بھی ہو تو اس کی سادہ لوحی پر حیران ہی ہوا جا سکتا ہے!

صدقہ کرنا

صدقہ کرنا برکت کے حصول کا نہایت آسان طریقہ ہے۔ خاص طور پر کسی یتیم کی کفالت کرنا ہے۔ بہترین بات تو یہ ہے کہ رشتے داروں میں اگر کوئی یتیم ہے تو اس کی ذمہ داری اٹھالیں اور اپنے بچوں کی طرح اس کی بھی پرورش کریں۔ اور اگر آپ کی اپنی استطاعت اتنی نہیں ہے تو آج کل مختلف ادارے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق ان کو باقاعدہ چندہ دینے کا اہتمام کرلیں۔ ان شاءاللہ قلیل میں بھی کثیر کا فائدہ حاصل ہوگا۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابو آمدنی کا کچھ حصہ ہر مہینے صدقے کے لیے مخصوص کرلے، 5%، 10% یا جو وہ مناسب سمجھے اور اس کا حساب رکھے۔ اس طرح کرنے سے صدقہ کرنے میں سہولت ہوجاتی ہے۔

استقامت

دین کی راہ پر مستقل مزاجی سے لگے رہنے کا نام استقامت ہے جو رزق میں برکت کا سبب ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

**وان لو استقاموا علی الطریقة لاسقیناھم ماء غدقا (الجن:16)**

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ یہ بھی کہہ دو) کہ اگر وہ لوگ راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقینا ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے

صلہ رحمی یعنی رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا

رشتے داروں سے حسن سلوک بھی رزق میں برکت و اضافے کا سبب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ ای فی اجلہ فلیصل رحمہ (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

ترجمہ: جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں سے تعلق برقرار رکھنا) کیا کرے

## مال خرچ کرنے کے مواقع اور اعمال کے درجے

جس طرح مال کمانے کے بارے میں مسلمانوں کا طرز عمل غلط ہے کہ حلال و حرام کی پرواہ نہیں ہے اسی طرح مال خرچ کرنے کے بارے میں بھی انہوں نے غلط سوچ پال رکھی ہے۔ ایک طبقہ تو وہ ہے جو فضول خرچی اور اسراف میں مبتلا ہے، بے دریغ مال خرچ کرتا ہے گویا کہ اس کے نزدیک شریعت نے اس سلسلے میں کوئی اصول ضابطہ ہی نہیں دیا ہے۔ ایک دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو مال کی

شدید محبت کا شکار ہوتا ہے ۔ ایسے لوگ اس مال کی محبت کی وجہ سے بے حد کنجوس اور بخیل ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے بخل اور کنجوسی کو کفایت شعاری (جو ان کے نزدیک خرچ نہ کرنے کے معنی میں ہے) اور زہد کہہ کر چھپاتے ہیں۔ ان کے مال سے نہ ان کی ذات کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے، نہ ان کے اہل و عیال کو نہ کسی اور شخص کو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آگے ہم اعمال کے درجے اور مال خرچ کرنے کے مواقع کے عنوانات کے تحت کچھ چیزیں پیش خدمت ہیں۔

## اعمال کے درجے

یقیناً ہمارے معاشرے میں نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا رواج ہے لیکن اس حوالے سے ہمارے ذہنوں میں چند پیمانے بیٹھے ہوئے ہیں جن کے ذریعے سے ہم نیکی کا کام چنتے ہیں۔ اس کا پہلا پیمانہ تو یہ ہے کہ وہ عمل افضل ہے جو صورتاً عبادت لگتا ہو۔ نیکی کے درجات مقرر کرنے کا ایک دوسرا پیمانہ یہ ہے کہ جس کا نفع فوری ہو وہ زیادہ ثواب کا کام ہے اور جس کا نتیجہ دیر سے آئے وہ اتنا ثواب کا کام نہیں سمجھا جاتا۔ ایک تیسرا پیمانہ یہ ہے کہ جس کام کا نفع زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچتا نظر آئے وہ زیادہ ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے مسجد تعمیر کرا دینا زیادہ افضل سمجھا جاتا ہے لیکن کسی طالب علم کی تعلیم کا انتظام کر دینا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے بہت کم لوگوں کے نزدیک ثواب کا کام ہے۔ مسجد میں قرآن رکھ دینے کو ہم بہت ثواب کا کام سمجھتے ہیں لیکن کسی لائبریری کو کتابوں کا عطیہ کرنا ہمارے نزدیک ثواب کا کام نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کاموں میں عبادت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اسی طرح وہ محافظ جو سرحدوں کی حفاظت میں جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں یا ملک کے داخلی امن کے لیے خطرات مول لیے ہوئے ہیں ان کی فلاح و بہبود کے لیے مال خرچ کرنے کا خیال بھی ہمارے ذہنوں میں نہیں آتا۔ سورۃ توبۃ آیت نمبر 19 اس حوالے سے رہنمائی کرتی ہے۔ آیت ہے:

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الآخر الی آخرھا لا یستوون عند اللہ

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے (اعمال کے) برابر سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ہے، اور جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے۔ اللہ کے نزدیک یہ سب برابر نہیں ہوسکتے

اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے کرام نے اعمال کی افضلیت کا معیار یہ بتایا ہے کہ ہر وہ کام جس سے دین کی خدمت ہو اس کو قوت حاصل ہو اس کے پھیلانے میں مددگار ہو وہ زیادہ افضل ہوگا۔ اس لیے ضروری نہیں کہ جو کام صورتاً عبادت ہو یا اس کا نفع فوری ہو یا اس سے فوری طور پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہو وہی زیادہ افضل ہو۔ بلکہ دیکھنا یہ ہوگا کہ اس کام کا نتیجہ اگر دین کی خدمت اور اس کی ترقی کا باعث ہے تو وہ یقیناً افضل ہے۔ حاصل یہ ہے کہ نیکی کرتے وقت بھی سمجھداری سے کام لینا چاہیے اور اس کی افادیت پر غور کرلینا چاہیے۔ اس فرمان رسول ﷺ پر غور فرمائیں:

کل معروف صدقہ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب)

ترجمہ: ہر نیکی صدقہ ہے

## مال خرچ کرنے کے مواقع

دین نے مال خرچ کرنے کے بہت سے کام بتائے ہیں۔ سب سے پہلے تو انسان کے ذمے زکوۃ کی ادائیگی ہے جس کا ادا کرنا فرض ہے۔ حج کا فریضہ ادا رکرنا بھی اس زمرے میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی نیکی کے بے شمار کام ہیں جن میں انسان کو کھلے دل سے خرچ کرنا چاہیئے۔ انسان کا اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی نیکی کا کام ہے مثلاً اپنی بیماری یا اپنے اہل و عیال کی بیماری میں علاج معالجے پر خرچ کرنا بھی ثواب کا کام ہے اس لیے کہ شریعت نے انسان کو اپنی جان کی حفاظت کرنے کا ذمہ دار بنایا ہے۔ اپنی راحت اور آرام کا سامان اس نیت سے خریدنا کہ میرے نفس کا بھی مجھ پر حق ہے نیکی کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی ہے:

فان لجسدك عليك حقا (صحیح البخاری)

ترجمہ: تجھ پر تیرے جسم کا بھی حق ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق اچھا گھر اچھی بیوی، اچھی سواری مومن کی خوش بختی کی علامات میں سے ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

عن سعد بن ابی وقاص ﷺ عن رسول الله ﷺ انه قال اربع من السعادة المراة الصالحة والمسكن الواسع والجار الصالح والمر كب الهنيء (صحیح ابن حبان)

ترجمہ: حضرت سعدؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چار چیزیں انسان کی خوش بختی کی علامت ہیں، نیک بیوی، کشادہ گھر، اچھا ہمسایہ، اور اچھی سواری

ظاہر ہے کہ اچھا گھر، اچھی سواری اچھا مال خرچ کرنے سے ہی حاصل ہوسکتے ہیں۔ اظہار نعمت کے عنوان سے اس کتاب کے صفحہ 47 پر ایک مضمون ہے اس کو بھی پڑھ لیجیے۔

اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب کا کام ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابیؓ کو نصیحت فرمائی تھی:

انك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اجرت عليها حتى ما تجعله في فم امراتك (صحیح البخاری، کتاب المرضی)

ترجمہ: یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کروگے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ حتی کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو

ایک اور روایت میں آتا ہے:

افضل دینار ینفقه الرجل دینار ینفقه علی عیاله (صحیح مسلم، باب فضل النفقة)

ترجمہ: سب سے افضل دینار (وہ ہے) جس کو انسان اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے

نیکی کے بہت سارے کاموں میں سے ایک وقف قائم کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں کسی چیز کو وقف کرنا ایک ایسا انفاق ہے کہ اس سے انسان کو اس کی موت کے بعد بھی اس کا اجر و ثواب ملتا رہتا ہے۔ مسلمانوں میں ابتداء ہی سے کا رواج رہا ہے یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے اپنی جائداد میں سے کچھ نہ کچھ وقف نہ کیا ہو۔ اس سنت کو ہر دور میں اہل خیر آگے بڑھاتے رہے ہیں۔ ماضی میں مسلمانوں نے ہر طرح کے وقف قائم کیے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نیکی کا تصور اتنا محدود نہیں تھا جتنا آج کل ہوگیا ہے۔ مسلمانوں نے جس طرح کے وقف قائم کیے تھے اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ مساجد کی تعمیر کے لیے وقف

قائم کیے گئے، تعلیمی اداروں کے لیے وقف قائم کیے گئے، ہسپتالوں کے لیے وقف قائم کیے گئے، شاہراہوں پر مسافروں کی سہولتوں کے لیے وقف قائم کیے گئے، ضرورت مندوں کے لیے مکانات تعمیر کرنے کے قائم کیے گئے وقف، بیروزگاروں کے لیے طعام گاہوں کے لیے وقف قائم کیے گئے، کنوئیں کھدوانے کے لیے وقف قائم کیے گئے، دودھ پیتے بچوں کے لیے دودھ کی فراہمی کے دقف قائم کیے گئے، یتیموں کے لیے وقف قائم کیے گئے، غریبوں لاوارثوں کے کفن دفن کے انتظام کے لیے وقف قائم کیے گئے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے وقف قائم کیے گئے، غریب لڑکے اور لڑکیوں کی شادیوں کے لیے وقف قائم کیے گئے، حیوانات کی دیکھ بھال کے لیے وقف قائم کیے گئے وغیرہ۔ یہ راہ آج بھی کھلی ہوئی ہے بلکہ اس کی اشد ضرورت ہے کہ ہم مختلف طرح کے اوقاف قائم کریں جن سے معاشرے کی مختلف ضروریات پوری ہوں۔ ہمارا دولت مند طبقہ جو ایک معمولی تقریب پر لاکھوں خرچ کردیتا ہے جس کا حاصل چند لمحوں کی خوشی ہے لیکن جب اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو کہا جاتا ہے تو اس پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ اس میں اس کو اپنا خسارہ نظر آتا ہے حالانکہ یہی اس کی کمائی ہے باقی سب کچھ یہیں رہ جانا ہے۔

## شراکت یا پارٹنر شپ میں کاروبار کرنا

کاروبار میں کئی بار ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ کچھ لوگ مل کر شراکت میں کچھ کام کرتے ہیں۔ گو آج کل شراکت میں کام کرنا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ آج کل ایمانداری کا فقدان ہے۔ بہر حال یہاں ایک حدیث پیش خدمت ہیں جو شراکت کے حوالے سے دین کی تعلیم کو پیش کرتی ہیں۔ حدیث قدسی ہے:

اناثالث الشریکین مالم یخن احدھما فان خان احدھما صاحبه خرجت من بینھما (سنن ابی داوود. کتاب البیوع)

ترجمہ: (اللہ تعالی فرماتا ہے کہ) میں دو شریکوں کے ساتھ تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں سے کوئی خیانت نہ کرے، اور جب ان میں کوئی ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کا معاملہ کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں

یعنی شراکت سے برکت نکل جاتی ہے۔

## کتنا منافع لینا جائز ہے؟

تاجر حضرات کے ذہنوں میں ایک سوال یہ رہتا ہے کہ کیا شریعت میں منافع کی کوئی شرح مقرر ہے؟ دوسرے لفظوں میں کتنا منافع لینا جائز ہے؟ اس سلسلے میں جو بات پیش نظر رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی کوئی حد مقرر نہیں کہ جس سے زیادہ منافع لینا منع ہو۔ لیکن اگر کوئی تاجر کسی خریدار کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر بازار سے زیادہ منافع لیتا ہے تو یہ حرام ہے۔ اسلام میں اخلاقیات ہر کام پر حاوی ہے۔ اخلاق ہی کے حوالے سے شریعت نے ایک اصول یہ دیا ہے کہ دوسروں کے لیے وہی چاہو جو اپنے لیے چاہتے ہو۔ اگر آپ خود کوئی چیز خریدنے جائیں تو اس وقت جو کچھ آپ بیچنے والے سے چاہیں گے وہی آپ اپنے مال کے خریدار کے لیے چاہیں۔ اگر اس اصول کو سامنے رکھا لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو منافع کی شرح مقرر کرنا آسان ہوجائے گا۔

## اظہار نعمت

تجارت انسان کے لیے وسائل کی راہیں کھولتی ہے۔ اس کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ مال ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس مال کو صرف جمع کرنے ہی میں نہ لگ جائے بلکہ اس کو اپنی ذات پر بھی خرچ کرے اور اپنے بال بچوں پر بھی خرچ کرے۔ زندگی کی آسائشیں یعنی راحت کی چیزیں خریدے جس سے خود اس کی زندگی اور اس کے اہل و عیال کی زندگی میں بھی راحت و سکون میسر ہو۔ بعض لوگوں کے نزدیک اچھا پہننا، اچھا کھانا اور زندگی میں میسر آسائشوں کا استعمال ریاکاری اور نمود و نمائش کرنا ہے۔ قطعی غلط! جاننا چاہیئے کہ ریاکاری ارادے اور نیت سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی محض اپنی راحت اور اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیے آرائش، آسائش، اور زیبائش کی چیزیں خریدتا ہے تو یہ ریاکاری ہرگز نہیں ہے اور بالکل جائز ہے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے وہیں اپنے امتیوں کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کی تلقین یوں فرمائی ہے:

فان لجسدك عليك حقا (صحیح البخاری)

ترجمہ: تجھ پر تیرے جسم کا بھی حق ہے۔

ترمذی کی ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ کو میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس ہر قسم کا مال ہے، اللہ تعالی نے مجھے اونٹ اور بکریاں عطا کی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

فلیر علیك (الحدیث)

ترجمہ: تم پر اس (نعمت) کا اثر ظاہر ہونا چاہیے

ایک اور روایت میں آتا ہے:

ان اللہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده (سنن الترمذی)

ترجمہ: بے شک اللہ بندے پر اپنی (دی ہوئی) نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے

جاننا چاہیے کہ نعمت کا اظہار کرنا نعمت کا حق ہے اور منعم حقیقی یعنی اللہ تعالی کے کرم کا اقرار اور شکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا گیا:

واما بنعمة ربك فحدث() (الضحی: 11)

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہیں

ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہم سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا:

انکم قادمون علی اخوانکم فاحسنوا لباسکم واصلحوا رحالکم حتی تکونوا کانکم شامة من الناس ان اللہ لا یحب الفحش والتفحش (المستدرك)

ترجمہ: تم اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو لہذا تم اپنی سواریوں کے کجاوے اور لباس کو اس طرح ایسا سنوار لو کہ گویا کہ تم (چہرے پر) تل (کی طرح) لوگوں میں (نمایاں) ہو جاؤ، یقینا اللہ تعالی بری حالت میں ہونے کو (جو سفر وغیرہ میں ہوجاتی ہے) اور بری حالت رکھنے والے کو پسند نہیں فرماتا

یعنی خوش لباسی بھی دین کا تقاضا ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ اگر اس کے پاس استطاعت ہو تو اپنے لباس اور اپنی دوسری ضروریات پر خرچ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں علما نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی کے تمام معاملات میں اعلی معیار اختیار فرماتے تھے۔

## فضول خرچی کس کو کہتے ہیں؟

مال کی کثرت کبھی بخل پیدا کرتی ہے اور کبھی انسان کو فضول خرچی کی طرف لے جاتی ہے۔ قرآن نے فضول خرچی کو دو طرح سے بیان کیا ہے۔ ایک کو اسراف کہا ہے اور دوسرے کو تبذیر اور دونوں میں فرق ہے۔ اسراف مال کو جائز موقع پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً کسی دعوت میں اس قدر کھانا پکوانا جو ضرورت سے زیادہ ہو محض اس خیال سے کہ مہمانوں پر اپنی ”فراخدلی“ ظاہر کی جائے اسراف ہے۔ البتہ اگر انسان اپنی ضرورت سے زیادہ اس لیے پکوائے کہ اس میں سے غریبوں کو بھی دیا جائے گا تو یہ اسراف میں شمار نہیں ہوگا بلکہ ایک نیکی کا کام ہوگا۔ اسراف کرنے والوں کے متعلق قرآن پاک میں آتا ہے:

**وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین (الاعراف: 31)**

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اڑاؤ، وہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا

تبذیر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چیز کی ضرورت ہی نہیں تھی بلاوجہ خرید لی۔ ایسا کرنے والوں کے متعلق قرآن پاک میں آتا ہے:

**ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین (بنی اسرائیل: 27)**

ترجمہ: یقینا (اخراجات میں) فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

البتہ فضول خرچی کے حوالے سے یہ بات پیش نظر رہے کہ انسان کی مالی حالت کے اعتبار سے بھی اس کا فیصلہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک امیر کبیر آدمی اپنے رہنے کے لیے ایک مہنگی جگہ گھر لیتا ہے جہاں سہولیات زندگی زیادہ ہیں تو اس کے حق میں یہ فضول خرچی نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص وسائل نہ ہونے کے باجود بھی ایسا مکان لیتا ہے تو یہ فضول خرچی ہوگی۔

## بخل کس کو کہتے ہیں؟

مال کی محبت انسان میں فطری ہے جو اپنی ذات میں بری چیز نہیں ہے بلکہ ضروری ہے اس لیے کہ جب مال کی محبت دل میں نہ ہوگی تو انسان مال کی حفاظت بھی نہیں کرسکے گا۔ البتہ اگر انسان مال کی محبت میں اس قدر منہمک ہوجائے کہ بخل (کنجوسی) اختیار کرلے تو پھر ایسی محبت خطرناک ہے اور اس کا علاج ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے دل کو مار کر اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ بخل کی شدت بعض اوقات اس قدر ہوتی ہے کہ انسان پر شریعت نے جو فرائض نافذ کیے ہیں وہ ان کو بھی ترک کر بیٹھتا ہے۔ مثلاً: وہ اپنے مال پر لاگو ہونے والی زکوۃ ادا نہیں کرتا، یا اگر اس پر حج فرض ہوچکا ہے تو حج نہیں کرتا، یا اس کے ذمہ اپنے بال بچوں کے جو اخراجات ہیں ان کو ادا نہیں کرتا۔ ایسا کرنے والا سخت گناہگار ہوتا ہے۔ یہ بھی بخل ہے کہ انسان ضرورت سے کم خرچ کرے۔ ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دینی فرض ادا کرتے ہیں لیکن ڈنڈی مارتے ہیں۔ مثلاً: قربانی کا جانور خریدیں گے تو ہر ممکن کوشش ہوگی کہ کم سے کم میں کچھ مل جائے۔

بخل کے مارے یہ لوگ اپنی ضرورت کے موقع پر بھی خرچ نہیں کرنا چاہتے۔ بخل کی یہ وہ قسم ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے بخیل اپنے مال کو بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جتنے کم میں گزارا ہوجائے اتنا اچھا ہے۔ ایسے لوگ اپنی یا اپنے اہل و عیال کی بیماری کے وقت بھی یہی کوشش کرتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس بخل کی وجہ کسی کی جان چلی جائے گی تو اندیشہ ہے کہ اللہ کے ہاں جوابدہی کرنے پڑے گی۔ لحاظہ ہر انسان کو چاہیے کہ اپنی ضرورت کے موقع پر اپنی استطاعت کے مطابق جس قدر ضروری ہو اتنا ضرور خرچ کرے۔ جو خرچ ہوا وہ اپنا ہے جو چھوڑ گئے وہ دوسروں کا ہے۔ قرآن پاک نے اصول دیا ہے:

ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا (بنی اسرائیل:29)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا کر لو (یعنی تنگ) اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ سب کچھ دے ڈالو اور پھر ملامت زدہ ہو کر بیٹھ جاؤ

## رزق کے لیے بعض دعائیں اور اعمال

اس دنیا کے اسباب میں سے دعا سب سے مؤثر سبب ہے جس کی طرف سے بہت غفلت برتی جاتی ہے۔ تاجر حضرات کو چاہیئے کہ اپنا کچھ وقت فارغ کر کے اللہ سے مانگنے کی عادت بنائیں۔ اللہ کے سامنے اپنی بے بسی اور عاجزی کا اظہار کیا جائے اس کے در سے چمٹ جایا جائے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد ہے:

ان ربكم تبارك وتعالى حيي كريم يستحيي من عبده اذا رفع يديه اليه ان يردهما صفرا (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: تمہارا رب بہت باحیاء اور کریم (کرم والا) ہے، جب اس کا بندہ اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے اپنے بندے سے شرم آتی ہے

آگے رزق کے حوالے بعض دعائیں پیش خدمت ہیں۔ دعا کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دعا عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم ہے کہ دعا عبادت ہے (سنن الترمذی)۔ ہر عبادت کی طرح اس کے کچھ آداب ہیں جن کی رعایت ضروری ہے جو درج ذیل ہیں۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ انسان کی روزی حلال ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يايها الرسل كلو من الطيبات واعملوا صالحا (المؤمنون:51)

ترجمہ: اے رسولو، پاکیزہ اور حلال اشیاء کھاؤ اور نیک عمل کرو

اس آیت میں حلال کھانے کو نیک عمل کرنے سے پہلے لایا گیا ہے۔ کیونکہ نیک عمل اسی وقت مقبول ہوں گے جب غذا حلال ہو گی، اگر غذا ہی حلال نہ ہو تو نہ تو نیک عمل مقبول ہوں گے نہ ہی دعائیں قبول ہوں گی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ پوری توجہ اور خوب دل لگا کر دعا کی جائے، اور قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کی جائے اس لیے کہ خود رب تعالی نے قبولیت کا یقن دلایا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

واذا سالك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان (البقرة:186)

ترجمہ: اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں کہہ دیجئے کہ میں (ان کے) قریب ہی ہوں، جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب لاہ (سنن الترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالی سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو، اور جان لو کہ اللہ تعالی غافل اور مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتے

دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے سب سے پہلے اللہ کی حمد وثنا ہو، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی دعائیں کی جائیں۔ اگر قبلہ رخ ہوں تو بہتر ہے۔ اگر عربی میں دعائیں نہ آتی ہوں تو اپنی زبان میں دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دعا کی قبولیت کے کچھ اوقات بھی آتے ہیں ان کا اہتمام کیا جائے۔ تہجد کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے، اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے، جمعہ کے دن عصر کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہے، افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، تلاوت کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ ذیل میں بعض دعائیں پیش خدمت ہیں۔

- بازار میں داخل ہونے کی دعا

وعن بریدۃ اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل السوق قال بسم اللہ اللھم انی اسئلك خیر ھذہ السوق وخیر ما فیھا واعوذبك من شرھا وشر ما فیھا اللھم انی اعوذبك ان اصیب فیھا یمینا فاجرۃ او صفقۃ خاسرۃ صفقۃ خاسرۃ (المستدرك)

ترجمہ: بسم اللہ، اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس بازار کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے، اور آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس کی برائی سے اور ہر اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے، اے اللہ، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس میں نہ جھوٹی قسم اٹھانی پڑے اور نہ سودا کرنے میں نقصان اٹھانا پڑے

اللھم انی اسئلك علما نافعا ورزقا طیبا وعملا متقبلا (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے علم نافع، پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں

اللھم انی اعوذبك من الفقر والقلۃ والذلۃ واعوذبك من ان اظلم او اظلم (مسند احمد- سنن ابی وداود، کتاب الوتر)

ترجمہ: اے اللہ، میں فقر، قلت مال اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے

اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عن من سواك (سنن الترمذی، کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ مجھے حلال مال دے کر حرام سے باز رکھ اور مجھے اپنے فضل سے اپنے علاوہ دوسروں سے بے نیاز کردے

- مغرب کی نماز کے بعد سورۃ الواقعہ پڑھنے کا معمول رکھا جائے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد نقل فرماتے ہیں:

من قرا الواقعۃ فی کل لیلۃ لم تصبہ فاقۃ ابدا (سنن الترمذی)

ترجمہ: جس نے ہر رات سورۃ الواقعۃ کی تلاوت کی اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا

- رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اس کے مال میں ترقی نہیں ہوتی۔ اس پر آپ ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ جب صبح ہوجائے تو یہ دعا کیا کرو:

بسم اللہ علی نفسی بسم اللہ علی اھلی ومالی اللھم رضنی بما قضیت لی وعافنی فیما ابقیت حتی لا احب تعجیل ما اخرت ولا تأخیر ما عجل (کنز العمال)

ترجمہ: بسم اللہ میرے نفس پر، بسم اللہ میرے اہل اور مال پر، اے اللہ، مجھے راضی کردیجیے اپنے اس فیصلے پر جو آپ نے میرے لیے فرمایا ہے اور عافیت دیجیے اس میں جو آپ نے میرے لیے بچایا ہے یہاں تک کہ میں اس کام میں جلدبازی نہ کروں جس کو آپ نے مؤخر کردیا ہے اور اس کام میں تاخیر پسند نہ کروں جس کا آپ نے جلدی ہونا طے کیا ہے۔

- اس دعا کو فجر کی فرض نماز سے پہلے سو بار پڑھنا ہے۔

سبحٰن اللہ وبحمدہ سبحٰن اللہ العظیم استغفر اللہ (مؤطا امام مالك)

## رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ذریعہ معاش

(اس عنوان کے تحت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی معاشی زندگی کا ایک جائزہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس سلسلے میں بنیادی مواد پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کی کتاب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی معاشی زندگی سے لیا گیا ہے۔)

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمام انسانوں کی بھلائی کی تعلیمات لے کر آئے ہیں اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی ان تعلیمات کا کامل نمونہ تھی جو قیامت تک آنے والے انسانوں کی دینی و دنیاوی فلاح کے لیے کافی ہے۔ انسانی زندگی کے تقاضوں میں معاش بہت اہم بلکہ لازمی تقاضا ہے۔ گو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اپنی زندگی فقر و فاقے سے مزین تھی جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اختیاری عمل تھا اور اپنی ذات تک محدود تھا ورنہ کائنات کے خزانے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے جنبش ابرو کے تحت تھے۔ لیکن آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے گھر والوں اور اپنے اصحابؓ کی معاشی ضروریات کی کفالت کے لیے فکر کیا کرتے تھے۔ غزوہ بدر کے موقع پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے اصحاب کے لیے دعا فرمائی:

اللھم انھم حفاۃ فاحملھم اللھم انھم عراۃ فاکسھم اللھم انھم جیاع فاشبعھم (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: اے اللہ، یہ لوگ پیدل ہیں تو ان کو سوار کر دے، اے اللہ، یہ لوگ برہنہ بدن ہیں ان کو کپڑا دے دے، اے اللہ، یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو آسودہ کر دے

اس کے علاوہ اپنے اصحابؓ کو معاشی سرگرمیوں میں لگنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے جس کے کچھ نمونے پچھلے صفحات میں پیش کیے گئے ہیں۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی معاشی زندگی کا بہت مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

- آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پہلی معاشی سرگرمی اہل مکہ کی بکریاں چرانا تھا اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ کام اجرت پر کیا کرتے تھے۔ یہ کام آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دس یا بارہ سال کی عمر میں کیا۔ صحیح بخاری، باب الاجارۃ میں روایت آتی ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ (صحیح البخاری)

ترجمہ: ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔" اس پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہؓ نے پوچھا: "کیا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟" آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "ہاں، کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔"

- جوانی میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دو بار شام کا سفر کیا۔ ایک بار اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ اور دوسری بار حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے شام کا سفر کیا۔ اسی سفر کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سیدۃ خدیجہؓ سے نکاح فرمایا۔

• آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر دو بار یمن کے سفر پر بھی گئے۔
• آپ تجارتی غرض سے بحرین کے سفر پر بھی گئے۔
• نکاح کے بعد بھی آپ ﷺ نے تجارتی سرگرمی جاری رکھیں۔ تاریخ ابن کثیر میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے مضاربت کے اصول پر اپنا سامانِ تجارت ابوسفیان کے ہاتھ شام بھیجا جس میں آپ ﷺ کو منافع حاصل ہوا۔ یہ آپ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد کا واقعہ ہے۔

ہجرت کے بعد بھی آپ کی معاشی سرگرمی برقرار رہی۔
• مدینہ منورہ میں ابتداء میں آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کی معاشی کفالت کیا کرتے تھے۔ انصار مدینہ زراعت پیشہ تھے وہ اپنے کھیتوں میں سے کچھ حصہ آپ ﷺ کے لیے وقف کر دیتے تھے اور پکنے کے وقت وہ مخصوص حصہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔
• بنو نضیر کی چھوڑی ہوئی زمینوں سے ہونے والی آمدنی ازواج مطہرات کے لیے مخصوص تھی جو آپ ﷺ بیک وقت پورے سال کا دے دیتے تھے۔
• سنن ابی داؤود، کتاب الطہارۃ میں ایک واقعہ آتا ہے جس کے راوی حضرت لقیط بن صبرہؓ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ کی بکریوں کا چرواہا بکریوں کا ریوڑ لے کر گزرا جس میں ایک ممیاتا بچہ بھی تھا، آپ ﷺ نے (اس چرواہے سے) پوچھا: "اے فلاں، کیا پیدا ہوا؟"، (یعنی نر یا مادہ) اس نے جواب دیا: "مادہ۔"، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اس (نئے) کی جگہ پر ہمارے لیے ایک بکری ذبح کردو۔" پھر اپنے مہمان سے فرمایا: "یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے اسے تمہارے لیے ذبح کیا ہے، بلکہ (بات یہ ہے کہ) ہمارے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے) پاس سو بکریاں ہیں جسے ہم بڑھانا نہیں چاہتے، اس لیے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہم اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر ڈالتے ہیں۔"
• جب افراد خانہ کی تعداد بڑھتی گئی تو آپ ﷺ نے ان کی گذر بسر کے لیے کچھ معاشی سرگرمی شروع کی۔ آپ ﷺ نے چند بکریاں خریدیں جن کا دودھ آپ ﷺ کے خاندان والے بطور خوراک استعمال کیا کرتے تھے۔ بکریوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ ان بکریوں کے علاوہ آپ ﷺ کے ذاتی اونٹ اور گھوڑے بھی ہوتے تھے۔ جب ان کی تعداد کافی بڑھ گئی تو مدینہ منورہ کے قریب ایک چراہ گاہ میں یہ جانور رہنے لگے۔ ایک صحابیؓ ان کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور دودھ آپ ﷺ کے گھر بھیج دیا جاتا تھا۔
• جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں باقاعدہ اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی اور آس پاس کے حاکموں کو دین کی دعوت دینے کے لیے مکتوبات لکھے اور اپنے نمائندے بھیجے تو ان بادشاہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ ان تحائف میں اونٹ گھوڑے، خچر، گدھے وغیرہ شامل تھے۔
• آپ ﷺ کی کفار اور اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ بہت سی جنگیں ہوئیں تھیں ان جنگوں میں آپ ﷺ کو بہت سال مال غنیمت حاصل ہوا، ان میں سے ایک حصہ آپ ﷺ کے لیے خاص ہوتا تھا۔ یہ حصہ آپ ﷺ کو دو صورتوں میں ملتا تھا، ایک مجاہد کی

حیثیت سے اور دوسرا سربراہ مملکت کی حیثیت سے، جس کو قرآن کریم میں خمس کہا گیا ہے، اس مال سے آپ ﷺ اپنی اور اپنے قرابت داروں کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

واعلموآ انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمٰی والمسکین وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ ومآ انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن واللہ علی کل شیئ قدیر () (الانفال: 41)

ترجمہ: جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا، اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا جو دن حق اور باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اور اللہ ہر شی پر قدرت رکھتا ہے

## رسول اللہ ﷺ کی سخاوت

اوپر آپ ﷺ کے معاشی وسائل کی ایک مختصر فہرست پیش کی گئی ہے۔ اب یہاں رسول اللہ ﷺ کی سخاوت اور بخشش جو موسلادھار بارش کی طرح تھی اس کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔ کسی مانگنے والے نے جب بھی مانگا خالی ہاتھ نہ گیا۔ یہاں تک کہ اگر اس وقت پاس کچھ نہ ہوتا تو سائل سے کہتے کہ فلاں کے پاس سے جاکر لے میں بعد میں ادائیگی کردوں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لی مثل احد ذھبا ما یسرنی ان لا یمر علی ثلاث وعندی منہ شیء الا شیء ارصدہ لدین (صحیح البخاری)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تب بھی مجھے یہ پسند نہیں کہ تین دن گزر جائیں اور اس (سونے) کا کوئی حصہ میرے پاس رہ جائے۔ سوائے اس کے جو میں کسی قرض کے دینے کے لیے رکھ چھوڑوں

- صحیح مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص آیا اور جس کو آپ ﷺ نے بھیڑ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ریوڑ جو دو پہاڑوں کے درمیان تھیں اس کو عطا کردیا۔ وہ شخص اپنی قوم میں جاکر کہنے لگا مسلمان ہوجاؤ محمد ﷺ اس طرح دیتے ہیں کہ فقر کا بھی خوف نہیں رکھتے۔
- جبیر بن مطعمؓ نے خبر دی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ کے ساتھ اور بھی صحابہ تھے۔ حنین کے جہاد سے واپسی ہو رہی تھی۔ راستے میں کچھ بدو آپ سے لپٹ گئے آپ سے مانگتے تھے۔ وہ آپ سے ایسا لپٹے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ببول کے درخت کی طرف دھکیل لے گئے۔ آپ کی چادر اس میں اٹک کر رہ گئی۔ اس وقت آپ ٹھہر گئے۔ آپ نے فرمایا، میری چادر تو دے دو۔ اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو وہ بھی تم میں تقسیم کر دیتا۔ تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل ہرگز نہیں پاؤ گے۔
- صحیح بخاری کی ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک خاتون نے آپ ﷺ کو ایک لنگی ہدیہ کی۔ حضور ﷺ نے وہ لنگی ان سے قبول کر لی اور اسی وقت اس کو پہن بھی لیا کیونکہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی۔ ایک صحابی نے وہ آپ ﷺ سے مانگ لی اور آپ ﷺ نے باوجود ضرورت ہونے کے ان کو دے دی۔

- صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بحرین سے بہت سا مال آیا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے مسجد میں ڈال دو۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی، جب آپ ﷺ نماز پوری کر چکے تو آ کر مال کے پاس بیٹھ گئے اور اسے تقسیم کرنا شروع فرما دیا۔ اس وقت جسے بھی آپ ﷺ دیکھتے اسے عطا فرما دیتے۔ اور آپ ﷺ وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک سب کچھ ختم نہیں ہوگیا۔
- صحیح مسلم میں صفوان بن امیۃ کی روایت کا مفہوم ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو قطعی پسند نہیں کرتا تھا لیکن حنین کی فتح کے دن انہوں نے مجھے سو اونٹ عطا کیے، پھر دوبارہ سو اونٹ عطا کیے، پھر تیسری بار سو اونٹ عطا کیے اور پھر وہ میرے نزدیک سب سے محبوب شخص ہوگئے۔
- شمائل محمدیہ کی ایک روایت میں ایک صحابیہؓ بتاتی ہیں کہ وہ ایک تھالی میں کچھ کھجور اور کھیرا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں تو آپ ﷺ نے (بدلے میں) مٹھی بھر زیورات یا سونا عطا کیا۔

## استخارہ کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے اسی طرح ہر کام میں استخارہ کرنے کی بھی تعلیم دیتے تھے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے: "جب تم میں سے کوئی کسی اہم معاملے میں فکر مند ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ **هٰذَا الْاَمْرَ** خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَ يَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ **هٰذَا الْاَمْرَ** شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَ اصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ

ترجمہ: یااللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے واسطے سے خیر کا طلب گار ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعے تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، اس لیے کہ تو قدرت والا ہے اور مجھے ذرا قدرت نہیں تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں اور تو غیب کی ساری باتوں کو خوب جانتا ہے، یا اللہ، اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے بہتر ہے، میرے دین و میری دنیا کے لحاظ سے تو میرے لیے اسے مقدر فرما، اور میرے لیے اس کو آسان کر اور میرے لیے اس کو مبارک بنادے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے، میرے دین اور میری دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے دور رکھ اور مجھے اس سے بچائے رکھ اور میرے لیے خیر اور بھلائی مقدر فرما جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس پر راضی اور یکسو بھی فرمادے۔"(بخاری)

جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں،زندگی کے اہم معاملات میں مثلاً سفر، نکاح، ملازمت اور تجارتی امور وغیرہ میں استخارہ کرنے کی تعلیم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، استخارہ کے معنی خیر اور بھلائی طلب کرنے کے ہیں جن اہم اور جائز کاموں میں خیر کا پہلو واضح نہ ہو ان میں استخارہ کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے اور پھر جس طرف دل جائے اس کو رضائے الٰہی سمجھ کر اختیار کر لینا چاہیے۔

ایک اور حدیث شریف میں اس طرح آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اولاد آدم کی سعادت ہے اور قضائے الٰہی پر راضی ہوجانا بھی اولاد آدم کی سعادت ہے اور اولاد آدم کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ نہ کرے اور اللہ کی قضا پر ناخوش ہو۔ (مسند احمد)

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیر معمولی کام درپیش ہو تو مکروہ اوقات کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھ کر استخارہ کی مندرجہ بالا دعا پڑھیں اور خط کشیدہ الفاظ یعنی **هذا الامر** کے بجائے اپنی حاجت کا نام لے کر اسے بیان کریں یا **هذا الامر** کہتے وقت اپنی حاجت کا تصور کریں، اور اگر استخارہ رات کے وقت کرنا ہے تو استخارہ کی دعا پڑھ کر پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سوجائے، جب سوکر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اور اسی کو کرنا چاہیے۔ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے،اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہوجائے گی۔

استخارہ کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا اور اگر کبھی کوئی معاملہ ایسا ہوجائے تو دراصل یہ اس کا مقدر ہے اور اس پر مومن ہمیشہ صبر اختیار کرتا ہے جو کہ اس کی ایک بنیادی صفت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استخارہ کرنے والوں کے متعلق ایک موقع پر اس طرح ارشاد فرمایا کہ: استخارہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا اور مشورہ کرنے والا کبھی نادم نہیں ہوتا اور کفایت سے کام لینے والا کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

## صلوۃ الحاجات

سنن ترمذی کی روایت میں آتا ہے کہ جس کو کوئی حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ اس نماز کو پڑھے ان شاءاللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے پھر اللہ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور پھر یہ دعا مانگے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِيْنَ

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوائے اللہ حلیم و کریم کے، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے تمام جہانوں کا، میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ان کاموں کا جو تیری رحمت اور بخشش کا موجب ہیں اور فائدے کا ہر نیکی سے، اور سلامتی کا ہر گناہ سے، نہ چھوڑ میرے لیے کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی غم بغیر دور کیے اور کوئی حاجت اپنی پسندیدہ بغیر پوری کیے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان

## خیر کے کام

• آپ قرآن حکیم کا مطالعہ کریں تا کہ اس کائنات میں اپنی اور دوسرے انسانوں کی حیثیت اور اس زندگی کی حقیقت کو سمجھ سکیں۔

• آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تا کہ آپ قرآن کی حقیقی تشریح سے واقف ہو سکیں اس پر عمل کر سکیں۔

• آپ اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کریں تا کہ آپ جدید زمانے کے مسائل کے اسلامی حل کے بارے میں جان سکیں جو واحد حقیقی اور عملی حل ہے۔

• آپ اسلام اور غیر اسلام کی جنگ میں غیر جانبدار بن کر نہ رہیں بلکہ برائی کے خلاف آپ اسلامی قوتوں کا کھل کر بھرپور ساتھ دیں۔

• تبلیغ و اصلاح کے لیے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے،مسلمان جو عبادت و اطاعت کے لیے پیدا کیا گیا تھا،اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے،اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد،لادینی اور بے حیائی کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا،اس امر کے باوجود کہ آپ نماز،روزہ اور دوسرے شعائر اسلامی کے پابند ہیں، تبلیغ کے فرض کفایہ سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔

• بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے،تاوقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کے لیے بھی کوشش کرے،یہ آپ کا بھی فرض ہے کہ نیکی و دعوت کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے گھر والوں اور دوسرے عزیز واقارب کو نیکی و دعوت کے کام میں ساتھ ساتھ لے کر چلیں، جب بھی کبھی موقع ملے اپنے گھر میں یا اپنے عزیز و اقارب کے یہاں قرآن و احادیث کے درس اور اصلاحی کتب کے مطالعہ کا اہتمام کریں،تا کہ آپ امر بالمعروف کی ذمہ داری کو پورا کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں ۔

• یہ سب اس لیے کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا یہی راستہ ہے اور وہ آخرت جو لازوال ہے۔ وہ آخرت جس کا ایک پہلو دردناک دوسرا خوش کن ہے اور جو ضرور آنی ہے۔